Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شمارہ: 27

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

13 ربیع الثانی 1422 ہجری 5 وفا 1380 ہش 5 جولائی 2001ء

اخبار احمدیہ

قادیان 30 جون (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سابقہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات کی قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات سے بصیرت افروز تفسیر بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

دنیاداروں نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے۔ جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے

.... ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کس طرح ہوا کرتی ہے۔ دنیاداروں نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہوگی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے نمونہ رکھا ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اسی طرح ہوگی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ صلاح اور تقویٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بھی جب ترقی ہوگی اسی طرح ہوگی۔

سید احمد خان قومی قومی کہتے تھے مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکھانا اور بات۔ اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جارہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دُور جارہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت، زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں، منع نہیں کیا۔ مگر ہاں اس کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے بلکہ اس کو بطور خادم دین رکھنا چاہئے۔ زکوٰۃ سے بھی یہی منشاء ہے کہ وہ مال خادمِ دین ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے۔ جب تک قوم اللہ تعالیٰ کے لئے قدم نہیں اٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے۔ یہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے سے ترقی ہو سکتی ہے۔ یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تھی کیا وہ معاش اور آسائش کے سامان نہ رکھتے تھے؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑھے ہوئے تھے؟ اسی طرح لوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جن میں سے ایک یہ زبان بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے لیکن وہ زبان جو خدا تعالیٰ کی زبان ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے۔ جب انسان تعصب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہے گا بلکہ دعاؤں میں لگا رہے گا تب ترقی ہوگی۔

یہ لوگ جو قومی ترقی، قومی ترقی کا شور مچا رہے ہیں، میں ان کی آوازوں کو سن کر حیران ہوا کرتا ہوں کہ شاید ان کو مرنا ہی بھولا ہوا ہے اور ناپائیدار زندگی کو انہوں نے مقدم کر لیا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ یورپ جیسے امیر کبیر بن جاویں۔ ہم منع نہیں کرتے کہ حد مناسب تک کوئی کوشش نہ کرے۔ مگر افراط تو مذموم امر ہے۔ افسوس ان ترقی چاہنے والوں کے نزدیک عملی طور پر ہر ایک بدی حلال ہے یہاں تک کہ زنا بھی جیسا کہ یورپ کا عملی طرز بتا رہا ہے اگر یہی ترقی ہے تو پھر ہلاکتِ کیا ہوگی؟

پس تم اپنی نیتوں کو صاف کرو، اللہ تعالیٰ کو رضامند کرو، دعاؤں میں لگے رہو اور دین کی اشاعت کے لئے دعا کرو۔ پھر منع نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس قسم کی استعداد اور مناسبت معاش کے لئے دی ہے اس سے کام لو۔ زراعت ہو یا ملازمت یا تجارت، کرو مگر یہ نہیں کہ اس کو مقصود بالذات سمجھ کر دل اس سے لگالو۔ بلکہ دل اس سے ہمیشہ اُداس رکھو اور اسے ابتلا سمجھو اور دعا کرتے رہو کہ خدا تعالیٰ وہ زمانہ لاوے کہ فراغت کا زمانہ یادِ الٰہی کے لئے میسر آوے۔ میری غرض اور تعلیم تو یہ ہے۔ جو اس پر مخالفت کرے اس کا اختیار ہے۔ ہنسی کرے اختیار ہے مگر حق یہی ہے۔ جو لوگ آزاد مشرب ہیں وہ ایسی باتوں پر سخت ہنسی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اطفال کے درجہ پر ہیں اور ہمیں تیرہ سو برس پیچھے لے جاتے ہیں مگر جن میں تقویٰ ہو اور موت کو یاد رکھتے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے؟ مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جب تک صحت ہے اس وقت تک یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں لیکن جب ذرا ابتلا ہوتے ہیں تو ہوش میں آجاتے ہیں۔ نیچری مذہب کے لئے اسی قدر مستحکم ہوگا جس قدر دنیوی آسائش و آرام میسر ہوگا۔ جس قدر مصائب ہوں گے ڈھیلا ہو تا جائے گا۔ جو شخص دنیوی وجاہت اور عہدہ پاتا ہے اور قوم میں ایک عزت دیکھتا ہے وہ کیا سمجھ سکتا ہے کہ دین کیا چیز ہے؟ جو گروہ نمازوں میں تخفیف کرنی چاہتا ہے اور روزوں کو اڑانا چاہتا ہے اور قرآن شریف کی ترمیم کرنے کا خواہشمند ہے اگر اسے ترقی ہو تو تم سمجھ لو کہ انجام کیا ہو"۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹ تا ۳۱)

اکیسویں صدی کا پہلا جلسہ سالانہ قادیان

.... 8-9-10 نومبر 2001ء کو ہوگا ....

احباب جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال بھی رمضان المبارک کے پیش نظر 110 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 8-9-10 نبوت 1380 ھش بمطابق 8-9-10 نومبر 2001ء، بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت سفر کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اور دُعائیں کرتے رہیں کہ مرکز احمدیت قادیان دارالامان کا یہ جلسہ سالانہ غیر معمولی برکتوں کا حامل ہو۔

مجلس مشاورت بھارت

اسی طرح جلسہ سالانہ کے اختتام پر مورخہ 11/ نومبر بروز اتوار جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی تیرہویں مجلس مشاورت ہوگی۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

’’جب دیا رنج بتوں نے ......!‘‘

پاکستانی اخبارات کے مطابق موجودہ پاکستانی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ ’’جہاد‘‘ پھیلانے والے ’’مجاہدین‘‘ کے خلاف سخت سے سخت کاروائی کی جائے گی۔وزیر داخلہ لیفٹینٹ جنرل معین الدین حیدر نے کہا ہے کہ یہ ’’مجاہدین‘‘ ہی ملک کی گرتی ہوئی معیشت کے ذمہ دار ہیں۔ انسداد دہشت گردی کا جامع منصوبہ تیار کرتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا کہ انتشار پھیلانے والے علماء کے خلاف سختی سے نپٹا جائے گا۔اور فرقہ وارانہ تنظیموں کا لٹریچر جلا کر راکھ کر دیا جائے گا۔تمام دہشت گرد علماء کو کہا گیا ہے کہ وہ ۲۰ جون تک غیر لائسنس شدہ ہتھیار جمع کرا دیں۔اس کے مقابل پر مختلف مسلک کے علماء کا کہنا یہ ہے کہ وہ اپنے مخالف مسلک کے لوگوں کے خلاف جن کے متعلق ان کے بانی علماء لکھ گئے ہیں کہ وہ کافر و مرتد ہیں اپنا جہاد جاری رکھیں گے۔

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو پاکستان کے علماء اپنے قول و فعل میں صادق ہیں کیونکہ وہ وہی کچھ کہہ رہے ہیں یا وہی کر رہے ہیں جو ان کے فرقہ کے بانی علماء اپنے خیال کے مطابق فتوے دے چکے ہیں ہر مسلک کا بانی، چاہے وہ بریلوی مسلک کے بانی اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی ہوں یا دیوبندی مسلک کے علماء ہوں یا شیعہ مسلک کے علماء ہوں اپنی کتب میں لکھ گئے ہیں کہ ان کے مخالف مسلک کے لوگ نہ صرف کافر بلکہ مرتد ہیں اور چونکہ مرتد کی سزا قتل ہے اس لئے اپنے خیال کے مطابق وہ جو کچھ کر رہے عین ان کی اسلامی شریعت کے مطابق ہے۔چنانچہ اس وجہ سے تحفظ ختم نبوت کے عالم محمد یوسف لدھیانوی کا قتل ہوا اور پھر سنی عالم سلیم قادری کو موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔

بھارت کے علماء بھی اپنے بانیان کے مطابق مخالف مسلک کے متعلق یہی کچھ کہہ رہے ہیں لیکن ان کا کہنا یہ ہے کہ چونکہ بھارت میں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لئے یہ جہاد عملی طور پر یہاں چلایا نہیں جاسکتا۔علماء چاہے پاکستان کے ہوں یا بھارت کے وہ عین اپنے بزرگوں کے احکامات کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔منافق تو دراصل پاکستان کی حکومت ہے جو ان دیوبندی اور بریلوی بزرگان و بانیان کو سچا جانتے ہوئے اور ان کے احکامات کو حرف آخر خیال کرتے ہوئے ایک طرف تو انہیں عزت و تکریم کی نظر سے دیکھتی ہے لیکن دوسری طرف بیرونی دُنیا سے اپنا اتحاد بنانے کی خاطر ان علماء کو دہشت گرد بتاتی ہے جو اپنے اپنے بزرگان کے احکامات پر دل و جان سے عمل پیرا ہیں اگر پاکستان کی حکومت صحت نیت سے علماء کے فرقہ وارانہ ’’جہاد‘‘ کو دہشت گردی سمجھتی ہے تو پھر اُسے گلی گلی میں پھرنے والے ملاؤں کے جہادی اشتہارات اور کتابچوں و لٹریچر کو جلانے کی بجائے ان بانی علماء کی کتب کو جلا کر راکھ کرنا چاہئے جنہوں نے پہلے پہل یہ تعلیم دی۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی ہر حکومت جو ایک طرف خود کو اسلامی کہتی ہے تو دوسری طرف بیرونی دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے خود کو لبرل بھی بتاتی ہے ایسا کرنے کی جرات کبھی نہیں کر سکے گی۔

خدا کے ایک مامور سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے سو سال قبل علماء کے اس ’’جہاد‘‘ کی جسے پاکستانی حکومت دہشت گردی کہہ رہی ہے مخالفت کی تھی لیکن اس وقت آپ کو جہاد کا منکر قرار دے کر آپ کی شدید مخالفت کی گئی تھی آپ کو کافر قرار دیا گیا تھا۔لیکن آج سو سال بعد مسلم حکومتوں کو بھی وہی کچھ کہنا پڑ رہا ہے جو آپ سو سال قبل فرما گئے تھے۔یہی تو خدا کے مامور کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

ملاحظہ فرمایئے شہزادہ امن و سلامتی سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے ایک سو سال پہلے کی زریں نصائح۔فرماتے ہیں۔

’’افسوس کہ مسلمانوں اور خاص کر مولویوں نے ان تمام واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے اور اب وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا تمام دنیا اُن کا شکار ہے اور جس طرح ایک شکاری ایک ہرن کا کسی بن میں پتہ لگا کر چھپ چھپ کر اس کی طرف جاتا ہے اور آخر موقع پا کر بندوق کا فیر کرتا ہے یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ ان کے نزدیک خواہ نخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے...... وہ لوگ کہاں ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ماریں کھائیں اور صبر کریں کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ نخواہ بغیر ثبوت کسی جرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اُسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے غافل پا کر چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا بندوق سے اس کا کام تمام کریں۔کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ بے جرم بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ۔اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابق دشمنی بھی نہیں بلکہ روشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کیلئے کوئی چیز خرید رہا ہے یا اپنے کسی اور جائز کام میں مشغول ہے اور ہم نے بے وجہ بے تعلق اُس پر پستول چلا کر ایکدم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے! نادانوں نے جہاد کا نام سن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے‘‘۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۲-۱۳)

بالآخر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ چاہے کوئی بھی مسلم فرقہ ہو مسلم عالم ہو یا مسلم حکومت ہو اب اس میں ہرگز یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ ’’جہاد‘‘ کے نام پر بپھرے ہوئے علماء اور دہشت گرد نوجوانوں کو کسی بھی طرح اس جہاد سے روک سکے اس وقت بالخصوص پاکستان میں جو حالت ہو چکی ہے وہ روزنامہ جنگ راولپنڈی کے حوالہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

’’ایک عام مسلمان کو سیاستدانوں سے بھی زیادہ اگر کسی طبقے سے نفرت ہے تو وہ فرقہ باز لوگ ہیں جو علماء دین کی شکل میں اس معصوم قوم کو عذاب میں مبتلا کئے ہوئے ہیں۔غنڈے اور بدمعاش اتنے قتل نہیں کرتے اور اس قدر بدامنی نہیں پھیلاتے جتنی یہ نام نہاد علماء پھیلاتے ہیں سچے اور صحیح علماء دین کو اسلام میں جس قدر فضیلت اور احترام حاصل ہے (نام نہاد) علماء کو اس قدر یا اس سے بھی زیادہ قابل مذمت سمجھا جاتا ہے ہم مسلمانوں کی تاریخ بداعمال حکمرانوں اور خود غرض سیاستدانوں سے جس قدر بھری ہوئی ہے شائد اس سے زیادہ علماء سوء کی بداعمالیوں سے بھری ہوئی ہے جنہوں نے غلط اور ظالم حکمرانوں کو شرعی جواز دینے کی کوشش کی ہے اور ان کی حمایت کیلئے حدیث تک گھڑنے کی جسارت بھی کر گزرے ہیں محدثین کا اتفاق ہے کہ جعلی اور موضوع حدیثوں کا بڑا ذخیرہ انہی حکمران پرست علماء کا بدصورت اور قابل نفرت کارنامہ ہے یا پھر ان علماء کا جنہوں نے نسلی اور قبائلی مقاصد کو حدیثوں کے ذریعہ ہوا دی ہے اور اپنے فرقہ وارانہ عزائم کو انکے واسطے سے مستحکم کرنے کی کوشش کی ہے مذہبی فرقہ بازی نے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ ہماری تاریخ کا المناک باب ہے اور آج پاکستان میں فرقہ بازی نے اس ملک کو داؤ پر لگا دیا میرے خیال میں اور میں اس پر بحث کرنے پر تیار ہوں کہ پاکستان میں سیدھے سادے اور انسانی فطرت کے عین مطابق اسلامی نظام کو نافذ کرنے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ یہی فرقہ باز علماء ہیں جو اسلام کی کسی تعبیر پر اتفاق کیلئے تیار نہیں اور اسلام دشمن حکمرانوں کو ایک معقول بہانہ فراہم کر رہے ہیں۔فرقہ بازی کا تماشا دیکھنے کیلئے جھنگ کا شہر ایک نمونہ ہے اور اس شہر سے ایک ایڈوکیٹ جناب ممتاز حسین بھروانہ نے ایک درد بھرا خط لکھا ہے کہ میں نے آپ کی وساطت سے اہالیان پاکستان کو بالعموم اور جناب صدر پاکستان کو بالخصوص ایک عرضداشت پیش کرنا چاہتا ہوں یہ میری ذات کا نہیں بلکہ منجملہ سب پاکستانیوں کا مسئلہ ہے ہم سب مختلف فقہی مسلکوں میں منقسم ہیں اور قرآن کی رو سے دین میں کوئی جبر نہیں ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ وہ جس فقہ کے تحت رہنا چاہے مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن ہم میں ایسے گروہ پیدا ہو گئے ہیں جن میں برداشت بالکل نہیں انہوں نے انسانی خون کو ارزاں بنا دیا ہے اور اس مذہبی آزادی کو سلب کرنا چاہتے ہیں۔

ہم اہالیان جھنگ اس تفرقہ بازی کی عین زد میں ہیں بلکہ ہمارا ضلع اس فرقہ بندی کی آماجگاہ بن گیا ہے۔مسجدیں اب مسلمانوں کیلئے عبادت خانے نہیں بلکہ مسلکوں کے زیر اثر اسلحہ خانہ بن گئی ہیں ہر وقت ڈر لاحق رہتا ہے کہ مسجد میں کھڑے ہوئے ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کی پاداش میں گولی کا نشانہ نہ بن جائیں۔یہاں جھنگ میں ہی کئی معصوم اور قیمتی جانیں اس تفرقہ بازی کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں اب یہ وباء ملک کے باقی حصوں میں پھیلتی چلی جا رہی ہے خدا ہمیں وہ دن نہ دکھائے کہ سارا ملک اس کی لپیٹ میں آ جائے جس کے قرائن نظر آ رہے ہیں ہم سب ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کو ماننے والے ہیں یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ جو کوئی دنیا میں فساد پھیلاتا ہے وہ بلاشک جہنمی ہے یہ جانتے ہوئے بھی قتل و غارت سے باز نہیں آ رہے ہیں۔اور اپنے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں‘‘

(روزنامہ اخبار۔ریاست حیدر آباد 14.9.96)

ہاں ایک ہی راہ ہے کہ جو لوگ جہاد کی اس غلط تعریف کو چھوڑ کر مامور زمانہ کے دامن میں آتے چلے جائیں گے وہ اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرتے چلے جائیں گے۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنی صداقت پر تحدی آمیز اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

’’میں بڑے دعوی اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا کے فضل سے اس میدان میں میری فتح ہے اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام پاتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کیلئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام صفحہ ۴۰۳)

(منیر احمد خادم)

☆ ☆ ☆

خطبہ جمعہ

رحیم اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا تقاضا ہے کہ وہ محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان پر ثمرات اور نتائج مرتب کرتا ہے

یہ صفت انسان کی امیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کے کرنے کی طرف جوش سے لے جاتی ہے

رحیمیت دعا کو چاہتی ہے اور یہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصّہ ہے

(مختلف قرآنی آیات کے حوالہ سے رحیمیت کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۴ر مئی ۲۰۰۱ء ۴ر ہجرت ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين–

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ . وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

(سورة آل عمران آيت ٣٢)

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں ایک عجیب انداز اختیار کیا گیا ہے کہ اگر تمہیں واقعی اللہ سے محبت ہے تو یہ نہیں فرمایا کہ پھر اللہ تم سے محبت کرے گا بلکہ فرمایا ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ کہ اے رسول تو یہ اعلان کر دے کہ محبت کرنے والے اگر دعوے میں سچے ہیں تو پھر میرے پیچھے چل کر دکھائیں۔ تو خدا سے سچی محبت جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ایسی دنیا میں کبھی کسی نبی نے بھی ایسی سچی محبت نہیں کی۔ تو اس کا کیسا عمدہ جواب ہے تم اگر محبت کرتے ہو، خدا سے محبت کے دعویدار ہو ﴿فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾ تو میرے پیچھے چلو۔ اگر تم میری پیروی کرو گے تو اللہ تم سے محبت کرے گا، ورنہ نہیں۔

اور اس کے علاوہ ایک اور کام بھی ہے جو اس سے تمہارا حل ہو جائے گا۔ تم بہت گنہگار ہو اور اللہ جب تم سے محبت کرے گا رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے نتیجہ میں تو وہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم درحقیقت بے گناہ تھے۔ کسی معاملہ میں بھی آپ نے کبھی گناہ نہیں کیا ۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جو گناہ نہیں کرتا اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بخشتا ہے، جیسا کہ احادیث میں آتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں اللہ کا فضل نازل ہوگا اور تمہارے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾، بخشنے کے لحاظ سے غفور اور بار بار رحم کرنے کے لحاظ سے رحیم فرمایا ہے ۔ اب یہاں بار بار رحم کی صفت استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بندے تو بے حد گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں اور ان کو بار بار خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں غفور ہونے کے لحاظ سے وہ ان کے سارے گناہ بخش دے گا اور اس کے حضور بار بار متوجہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی رحیمیت کا سلوک فرمائے گا یعنی بارہا ان کی توبہ قبول فرمالے گا۔

اب چند آیات ہیں جو ذرا لمبی ہیں لیکن ان میں بعض دیگر مسائل بھی حل فرمائے گئے ہیں۔ اس لئے میں پوری آیت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ان میں سے ہر آیت رحیم پر ختم نہیں ہوتی مگر آخری آیت ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ پر ہی ختم ہو رہی ہے۔

﴿كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْماً كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَجَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ﴾ کیسے اللہ تعالیٰ ہدایت بخش سکتا ہے ایسی قوم کو جو ایمان لانے کے باوجود پھر کافر ہو گئے۔ ﴿وَشَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ﴾ اور انہوں نے حقیقت میں گواہی دی تھی کہ اللہ کا رسول سچا ہے ﴿وَجَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ﴾ اور ان کے پاس کھلے کھلے نشانات آ گئے تھے ﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ اب اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے۔ اور ان کی جزا کیا ہے ﴿اُوْلٰئِكَ جَزَآءُ هُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾۔ ان کی جزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی لعنت ہے اور تمام بنی نوع انسان کی لعنت ہے۔ ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ وہ اس لعنت کی حالت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ﴿لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ﴾ اور ان سے عذاب کو ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے۔

اور اتنے قطعی فیصلوں کے بعد پھر بھی اللہ کی رحیمیت کار فرما ہے اور اس کی غفوریت بھی کار فرما ہے۔ فرمایا ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ﴾ اتنے گناہ کرنے کے باوجود جو لوگ خدا کے حضور جھک جائیں گے توبہ کرتے ہوئے ﴿وَاَصْلَحُوْا﴾ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ساتھ اپنی اصلاح بھی کر لیں، صرف زبانی توبہ نہیں، سچی توبہ کا مطلب ہے اس کے بعد اس کی اصلاح بھی ہو۔ ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ تو ان سارے گناہوں کے باوجود اللہ کو بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائیں گے۔ (سورة آل عمران: ٨٧۔٩٠)

ایک اور آیت ہے ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْئٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْيُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾ کہ تیرے لئے دو ہی تو راستے ہیں، ان کے سوا تیسرا راستہ کوئی نہیں جو اختیار کر سکے۔ یا تو ان کی توبہ قبول کر لے۔ یعنی قطع نظر اس کے کہ وہ سچی توبہ کر رہے ہیں یا جھوٹی توبہ کر رہے ہیں اصل توبہ کا حال تو اللہ ہی کو علم ہے لیکن جو زبان سے توبہ کرتے ہوئے رسول اللہ کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان کی توبہ قبول کر لے ﴿اَوْيُعَذِّبَهُمْ﴾ یا دوسری صورت یہ ہے کہ توبہ قبول نہ کرے اور ان کو ان کے گناہوں کی سزا دے ﴿فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾ پس ہر صورت میں وہ ظالم ہی ہیں۔ یعنی تُو ان کی توبہ قبول کرے یا نہ کرے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ ظالم ہیں۔ ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ﴾ اور اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ ﴿يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ﴾ جس کو وہ چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورة آل عمران. آيات ١٢٩۔١٣٠)

پس ظالم لوگوں کے لئے بھی آخری مایوسی کا کوئی مقام نہیں۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے اور جس نے سچے دل سے توبہ کی ہو اس کی توبہ قبول بھی کرتا ہے اور بے حد بخشنے والا ہے۔ یعنی کتنے بھی گناہ ہوں ان سب کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے اور عذاب بھی جس کو چاہتا ہے دیتا ہے مگر جس کو چاہتا ہے مراد یہ نہیں ہے کہ اس میں کوئی جبر ہے کیونکہ ﴿مَنْ يَّشَآءُ﴾ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا یہ وضاحت فرمائی ہے کہ جس کو چاہتا ہے سے مراد یہ ہے جس کے متعلق اس کا دل راضی ہو یعنی اللہ راضی ہو اور جانتا ہو کہ وہ بخشش کے قابل ہے یا اس کی توبہ قبول ہونے کے لائق ہے۔ تو ﴿يَشَآءُ﴾ میں ہمیشہ یہ معنی لینا چاہئے ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

اب مسائل والی بعض آیتیں ہیں ان میں مختلف مسائل بھی بیان ہوئے ہیں اور پھر رحیمیت کا بھی تذکرہ ہے۔﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ﴾ تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں ﴿وَاَخَوٰتُكُمْ﴾ اور تمہاری بہنیں ﴿وَعَمّٰتُكُمْ﴾ اور تمہاری پھوپھیاں ﴿وَخٰلٰتُكُمْ﴾ اور تمہاری خالائیں ﴿وَبَنٰتُ الْاَخِ﴾ اور بھائی کی بیٹیاں ﴿وَبَنٰتُ الْاُخْتِ﴾ اور بہن کی بیٹیاں ﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ﴾ اور تمہاری دودھ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے ﴿وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ اور دودھ بہنیں یعنی دودھ ماؤں کی بیٹیاں ﴿وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ﴾ اور تمہاری بیویوں کی مائیں ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ﴾ اور تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری ربیبہ ہیں۔ ربیبہ کہتے ہیں جس کو چھوڑ دیا گیا ہو یعنی پچھلگ جس کو اردو میں کہتے ہیں تو تمہاری پچھلگ، بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے گھر میں پرورش پائی ہو ﴿مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ ان کی بیٹیاں جن سے تمہارے ازدواجی تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ ﴿فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾ اور اگر تمہارے ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ ہوئے ہوں تو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ﴾ اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں جو طلاق شدہ ہوں یا الگ ہو چکی ہوں۔ ﴿الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ ان بیٹوں کی بیویاں متعلقہ یا بیوائیں جو تمہاری اپنی ذریت میں سے ہوں۔ ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ اور یہ بھی تم پر حرام ہے کہ دو بہنیں تم ایک عقد میں لے آؤ۔ ہاں جو کچھ پہلے گزر چکا سو گزر چکا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

(سورۃ النساء آیات ۲۳،۲۴)

تو یہ ساری باتیں حرام تھیں۔ عربوں میں سے بہتوں نے ان گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور باوجود اس کے کہ یہ سنگین گناہ ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

ایک اور مسائل والی آیت ہے ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ. ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾۔

(سورۃ النساء:۲۶) یہاں آخر پر بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ذکر فرمایا ہے۔

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے: "اور تم میں سے جو کوئی مالی وسعت نہ رکھتے ہوں کہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کر سکیں تو وہ تمہاری مومن لونڈیوں میں سے جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے (کسی سے نکاح کر لیں)۔ اور اللہ تمہارے ایمانوں کو خوب جانتا ہے۔ تم میں سے بعض، بعض سے نسبت رکھتے ہیں۔ پس ان سے نکاح کرو اُن کے مالکوں کی اجازت سے"۔ یعنی لونڈیوں سے بھی اگر نکاح کرنا ہے تو ان کے مالکوں کی اجازت سے۔ "اور ان کو ان کے حق مہر دستور کے مطابق ادا کرو۔ ایسے حال میں کہ وہ اپنی عزت کو بچانے والیاں ہوں نہ کہ بے حیائی کرنے والیاں۔ اور نہ ہی خفیہ دوست بنانے والیاں ہوں۔ پس جب وہ نکاح کر چکیں پھر اگر وہ بے حیائی کی مرتکب ہوں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا کی نسبت آدھی ہو گی"۔

اب محصنات شادی شدہ عورتیں ہیں جو آزاد ہوں۔ ان کو اگر جیسا کہ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ رجم کرنے کا حکم ہے کہ ان کو سنگسار کر دو تو آدھا سنگسار کرنا تو سزا نہیں ہوا کرتی۔ اس آیت نے یہ مسئلہ کلیۃً حل کر دیا کہ اسلام میں اس گناہ کی بھی رجم سزا نہیں ہے بلکہ کوڑے سزا ہے اور کوڑوں کی سزا ایسی ہے جو آدھی ہو سکتی ہے۔ بجائے سو کے پچاس کوڑے بھی سزا کے دئے جا سکتے ہیں۔ "پس جب وہ نکاح کر چکیں اور اگر وہ بیحیائی کی مرتکب ہوں تو ان کی سزا آزاد عورت کی نسبت آدھی ہو گی۔ یہ (رعایت) اس کے لئے ہے جو تم میں سے گناہ سے ڈرتا ہو۔ اور تمہارا صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے"۔

ایک اور آیت ہے سورۃ النساء کی آیت ۳۰ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ. وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ اس آیت کا اختتام بھی رحیم پر ہوا ہے اور غفور کا یہاں ذکر نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک اور مضمون کی آیت ہے جس میں عام گناہ بالعمد کرنے اور پھر توبہ کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جو اقتصادی ہے۔ فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے درمیان اپنے اموال باطل کے ذریعہ نہ کھاؤ ﴿اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ سوائے اس کے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ تجارت کرو۔ جو تجارت کا مال ہے وہ منافع بخش بھی ہو سکتا ہے اور غیر منافع بخش بھی ہو سکتا ہے۔ دونوں امکانات اس میں کھلے ہیں لیکن اس کے ساتھ پھر عقل کی آزمائش بھی ہوتی ہے اور صلاحیت کی آزمائش بھی ہوتی ہے اور دیانتداری کی آزمائش بھی ہوتی ہے۔ پس جو لوگ تجارت کرتے ہیں اگر وہ اس میں منافع کماتے ہیں تو وہ ان کا جائز حق ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾. اب یہاں اَنْفُسْ کے قتل کا ایک اور معنی ہے جو دوسرے قتلِ اَنْفُس سے مختلف ہے۔ یہاں فرمایا کہ جب تم تجارت میں بددیانتی کرتے ہو تو سارے معاشرہ کو قتل کر دیتے ہو۔ تجارت میں بددیانتی کرنے والے اپنے معاشرہ کو اقتصادی طور پر قتل کر دیتے ہیں۔ پس اپنے لوگوں کو، اپنی قوم کو بددیانتیاں کر کے قتل نہ کیا کرو۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر بار بار رحم فرماتا ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے کہ خود اپنی ہی قوم پر بار بار رحم کر سکو۔

پھر ایک اور آیت کریمہ میں ہے ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾۔ ہم نے کوئی رسول بھی نہیں بھیجا مگر ایسا کہ جس کی اطاعت اللہ کے اذن سے کی جاتی ہے۔ رسول براہ راست مطاع نہیں ہوتا۔ جب اس میں نفخ روح ہو یعنی اللہ کی روح پھونکی جائے، اللہ کی طرف سے الہام ہو، اسے مامور کیا جائے اس کے بعد لازماً ہر کس و ناکس کے لئے اس کی اطاعت فرض ہو جاتی ہے۔ ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ﴾۔ پس اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت بھی اللہ کی رضامندی کی بنا پر اس لئے کہ ان کو رسول بنایا ہے اور تمام بنی نوع انسان کا رسول بنایا ہے تم پر فرض ہے۔ اور اس کی اطاعت کا زائد فائدہ کیا ہو گا یہ ایک بہت ہی عظیم مضمون ہے۔

اور فرمایا ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو اور تیرے پاس آئیں ﴿فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ﴾ اگر وہ اللہ سے استغفار کریں، معافی مانگیں اور اللہ کا رسول بھی ان کے لئے معافی مانگے تو دراصل یہ شفاعت کا مضمون ہے کہ اگر وہ اللہ سے معافی مانگیں اور پھر اللہ کا رسول بھی ان کے لئے معافی مانگے۔ ﴿لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ تو اللہ تعالیٰ کو بار بار توبہ کو قبول کرتے ہوئے جھکنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا پائیں گے۔ (سورۃ النساء آیت ۶۵)

دو اور آیتیں ہیں جو سورۃ النساء سے لی گئی ہیں آیات ۹۶ اور ۹۷۔ فرمایا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ. فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً. وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى. وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾۔

یہاں ایک ایسا مضمون بیان ہوا ہے جس کو خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ جہاد سے پیچھے رہ جانے والے جو بیٹھ رہتے ہیں اور مُخَلَّفِيْن میں شمار ہو جاتے ہیں ان کا تو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی سخت تنبیہ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور ان کی بخشش بھی اگر رسول ان کے لئے معافی مانگے اور وہ سچے دل سے توبہ کریں تو پھر وہ بخشش ہو جاتی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ﴾ میں جو بات بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو پیچھے بیٹھتے ہیں اور کسی مجبوری کی بنا پر نہیں بیٹھتے وہ تو سزاوار ہیں لیکن کچھ پیچھے رہنے والے ایسے ہیں جو بیمار ہیں، جو بستروں پر پڑے ہوئے ہیں اور کئی قسم کی مجبوریاں ان کو لاحق ہیں تو وہ بھی مجاہدین کے برابر تو نہیں ہو سکتے ان پر بھی اللہ نے فضل فرمایا ہے۔ لیکن مجاہدین کی بات ہی اور ہے۔ تو وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم تو مجبور تھے ہم سے جایا نہیں گیا لیکن ان کی مجبوری بھی ان کی اپنی شامت اعمال ہے۔ بیماریاں بھی تو انسان کی شامت اعمال ہوتی ہیں، ماحول کی روکیں بھی تو انسان کی شامت اعمال ہوتی ہیں۔ پس ان کو یہ کہہ کر مجاہدین کے برابر نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا پیچھے رہنا ان کی مجبوری کی وجہ سے تھا۔ ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ اللہ نے دونوں سے ہی حسن سلوک کا وعدہ فرمایا ہے حُسنیٰ کا، بہترین چیز کا وعدہ فرمایا ہے۔ ﴿وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے ان مجبوراً بیٹھ رہنے والوں پر ایک عظیم اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ اجر عظیم ان کو عطا فرمائے گا۔ بیٹھنے والوں کو بھی اجر ملے گا لیکن جو میدان جہاد میں جانے والے ہیں ان کو بہت

QURESHI ASSOCIATES
Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.
Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)
Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992
Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SONIKYA
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
8A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

بڑا اجر ملے گا۔

﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً﴾ یعنی ﴿اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ کی تشریح یہ ہے ﴿دَرَجٰتٍ مِّنْهُ﴾ اللہ کی طرف سے بہت سے بلند درجات ﴿وَمَغْفِرَةً﴾ اور بخشش ﴿وَرَحْمَةً﴾ اور اس کے علاوہ خدا کی خاص رحمت بھی ان کو عطا ہوگی۔ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ اور وہ اللہ کو ایسا پائیں گے کہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۹۶،۹۷)

ایک آیت سورۃ النساء ہی سے لی گئی ہے جو آیت نمبر ۱۰۱ ہے۔ اب جو اس مضمون کو میں آگے بڑھا رہا ہوں ہو سکتا ہے کہ مجھے پھر واپس رحمانیت کی طرف بھی جانا پڑے گا۔ ممکن ہے، اگر وقت نے اجازت دی کیونکہ رحیم کا جو استعمال اور غفور کا جو استعمال قرآن کریم میں ہو رہا ہے وہ کئی نئے مضمون ہم پر کھولتا جاتا ہے تو اسی طرح رحمانیت کا جہاں جہاں ذکر ملتا ہے کچھ اس میں سے میں پہلے ذکر کر چکا ہوں مگر ایک بڑا حصہ رہ گیا ہے اگر میں نے مناسب سمجھا تو پھر رحمانیت بھی قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں آپ کے سامنے واضح کر کے پیش کروں گا۔

فرمایا ﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً﴾ جو بھی اللہ کے لئے ہجرت اختیار کرتا ہے۔ اور ہمارے ہجرت کرنے والے بھائی سب یاد رکھیں ﴿يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً﴾ وہ ہجرت میں اپنے لئے بڑی فراخی پائیں گے اور گھروں کی فراخی بھی ہوگی اور رزق کی فراخی بھی ہوگی۔ ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ اور سب سے بڑا وعدہ یہ ہے کہ ہجرت کی حالت میں اگر وہ فوت ہو جائیں گے اگر ہجرت اللہ ہی کی خاطر تھی تو پھر وفات کے وقت ان کو بہت بڑا اجر عطا کیا جائے گا۔ اور اللہ پر یہ اجر فرض ہو چکا، ﴿وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾۔ اللہ پر یہ فرض ہو گیا ہے کہ ان لوگوں کے لئے، ایسے مہاجرین کے لئے جو للہ مہاجر بنے ہیں ضرور اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ ﴿وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ اور باوجود اس کے کہ ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی پھر بھی وہ اللہ کو بہت بخشش کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائیں گے۔

اب سورۃ النساء کی آیات نمبر ۱۰۶ اور نمبر ۱۰۷ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۔ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾۔ اس آیت میں بھی ایک گھنڈی ہے جسے حل کرنا ضروری ہے، ایک الجھن پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس لئے کہ فرمایا ہے ﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾ مگر پہلے میں ترجمہ پڑھ لوں۔ ہم نے یقیناً تجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے حق کے ساتھ ﴿لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ﴾ تاکہ تو لوگوں کے درمیان اسی نور سے فیصلہ کرے جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے۔ ﴿اَرٰىكَ﴾ جسے خدا نے تجھے دکھایا ہے جو اس کتاب میں نور ہے اس کے ذریعہ ان لوگوں کے درمیان فیصلے کرے ﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾ اور خیانت کرنے والوں کے حق میں جھگڑالو نہ بن۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بعید ہے کہ آپ خیانت کرنے والوں کو جانتے ہوئے کہ وہ خیانت کرنے والے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے کوئی حجت کریں، کوئی جھگڑا نعوذ باللہ من ذلک کریں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی ذات سے بعید ہے مگر رحمت کے تقاضے کے تابع جن کے متعلق خیال ہو اور خطرہ ہو کہ وہ گنہگار ہیں اور خدا کے عذاب کے نیچے آجائیں گے ان کے لئے بخشش طلب کرنا حضرت ابراہیم کی بھی سنت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی بعید نہیں ہے۔ تو یہاں ﴿وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا﴾ سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ جان بوجھ کر آپ خیانت کرنے والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے جھگڑتے تھے یعنی ان کی بخشش کو بڑے پیار کے ساتھ طلب فرماتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ خائنین بہت سے ایسے بھی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ کو علم بھی نہیں۔ لیکن ان کی خیانت کا اللہ کو علم ہے اور جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ خطرہ محسوس فرماتے تھے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہوں ان کے لئے کثرت سے بار بار استغفار فرمایا کرتے تھے۔ پھر اسی لئے فرمایا ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ﴾ کہ ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔ ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ﴾ کے دو مفہوم ہیں۔ ایک تو یہ کہ تو اپنے لئے بخشش طلب کر کہ اگر لاعلمی میں ان خیانت کرنے والوں کی خاطر تو نے دعائیں کی ہیں تو اللہ وہ معاف فرما دے۔ اور دوسرا ہے ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ﴾ کہ ان خائنین کے لئے اللہ سے ان کی خاطر بخشش طلب کر ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ اللہ تعالیٰ تو بہت بار بار مغفرت فرمانے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

ایک اور آیت ہے سورۃ النساء آیت ۱۱۱ ﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ کہ جو کوئی بھی برائی کرے، یا اپنے نفس پر ظلم کرے۔ برائی تو عام برائی مراد ہے اور نفس پر ظلم کرنا بہت سخت برائی مراد ہے۔ اس میں غلطی سے شرک بھی داخل ہو جاتا ہے غلطی سے پہلے کسی نے شرک کیا ہو جیسے صحابہ پہلے مشرک ہی تھے اور اپنی وفات سے پہلے چونکہ وہ توحید پرست ہو گئے اس لئے ان سے اللہ تعالیٰ نے بخشش کا معاملہ فرمایا ۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے ۔ ﴿يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ وہ مایوس نہ ہو خواہ کیسے بھی گناہ ہوں، کیسی بھی غلطیاں ہوں اگر سچے دل سے وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بار بار بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

پھر سورۃ النساء کی ایک اور آیت ہے نمبر ۱۳۰۔ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ عدل کا دو شادیوں کے متعلق بہت تاکیدی حکم ہے اور ایسا حکم ہے کہ دو شادیوں کی اجازت سے پہلے بھی انصاف کرنے کی تاکید فرمائی گئی اور اس اجازت کے معاً بعد بھی عدل کی تلقین فرمائی گئی کہ خبردار یاد رکھو اگر تم انصاف نہیں کر سکتے تو پھر دو شادیاں نہ کرو، پھر ایک ہی بہتر ہے۔ تو اس تکرار کے باوجود فرمایا اس کے باوجود تم محبت کے معاملہ میں ان سے عدل نہیں کر سکو گے کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے ﴿وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾ یہاں تک کہ تمہیں خواہ کتنی ہی شدید خواہش ہو، حرص ہو اس بات کی کہ عدل کرو پھر بھی عدل نہیں کر سکو گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی اپنے طبعی محبت کے جذبہ سے مجبور تھے اور یہ کہنا کہ ہر بیوی سے برابر محبت کرتے تھے یہ آپ کے بس میں ہی نہیں تھا ﴿وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾ اگرچہ آپ کو شدید خواہش تھی کہ میں سب سے ایک طرح ہی محبت کر سکوں۔

پھر اتنا تو کرو ﴿فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ کسی ایک کی طرف اتنا میلان نہ کرو کہ دوسری جو ہے وہ معلقہ کی طرح لٹکی ہوئی بیچ میں رہ جائے۔ اب یہ جو مضمون ہے یہ رسول اللہ ﷺ پر تو صادق آ ہی نہیں سکتا، کبھی آپ نے ایسی حرکت نہیں کی، ایسی بات نہیں کی جس سے کسی ایک بیوی کو گویا معلقہ کر کے چھوڑ دیا گیا ہو۔ لیکن یہ آپ کی وساطت سے امت کو تلقین فرمائی جا رہی ہے۔ یعنی جب تم دو شادیاں کرو گے رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ ہم تو سنت پر عمل کر رہے ہیں، ہم تو دو شادیاں کریں گے۔ سوچنا چاہئے کہ دو شادیوں کے ساتھ کچھ شرطیں بھی ہیں جو عدل کی ہیں اور عدل کی شرطیں اتنی کڑی ہیں کہ ان میں محبت کے معاملہ میں بھی، پیار کے معاملہ میں بھی عدل کی تلقین ہے۔ تم ہوتے کون ہو کہ اتنے بڑے عدل کے دعوے کرتے ہو اس لئے اگر کچھ نہیں کر سکتے تو کم سے کم کسی اپنی بیوی کو معلقہ کی طرح نہ چھوڑو کہ لٹکی ہوئی رہ جائے اور کئی بزرگوں کی زندگی کے بھی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ انہوں نے اپنی غفلت کی وجہ سے اپنی بیویوں کو معلقہ چھوڑ دیا اور نہ وہ ادھر کی رہیں نہ ادھر کی رہیں۔ نہ طلاق ہوئی کہ وہ آگے کسی سے شادی کر سکیں، نہ وہ طلاق چاہتی تھیں کہ آگے کسی سے شادی کریں۔ پس تم ایسے لوگ نہ بنو کہ پھر اگر محبت نہیں کر سکتے تو معلقہ کے طور پر چھوڑ دو ایسی صورت میں ایک ہی شادی کا حکم ہے۔ پھر لازماً ایک ہی شادی کرنی ہوگی۔ ہاں اگر تم اپنے معاشرہ کی اصلاح کر لو اور تقویٰ اختیار کرو ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ تو پھر یقیناً اللہ کو ایسا پاؤ گے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

پھر سورۃ النساء کی آیت ۱۵۳۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾۔

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ﴾ اور وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے سب رسولوں پر۔ ﴿وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ اور ان میں سے کسی کے درمیان بھی فرق نہیں کیا۔ اب یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کے رسولوں کے درمیان یہ فرق تو کسی طرح بھی جائز نہیں کہ ایک رسول کی بات مانیں اور دوسرے کی نہ مانیں۔ تمام رسولوں کی اطاعت اللہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور ان کے درمیان یہ فرق ہرگز جائز نہیں کہ ایک رسول کی بات مان لو دوسرے کی نہ مانو۔ ہر رسول کی بات ماننی پڑے گی کیونکہ ہر رسول کا حکم اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

فرمایا: ان کے درمیان فرق نہ کریں۔ ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اجر عطا فرمائے گا مگر درجات میں جو فرق ہے وہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ جہاں تک بندے کا تعلق ہے بندہ کسی رسول کے درمیان وہ فرق نہیں کرتا جو اطاعت کا فرق ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے ہر رسول کی اطاعت کے اوپر نظر رکھتے ہوئے اس کے جذبہ اطاعت کو سمجھتے ہوئے، اس کے اسلام کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے کہ کس طرح اس نے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

دین و نشر ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Muilapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا ہے وہ رسولوں کے درمیان درجات کا فرق کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت رسول اللہ ﷺ تمام گزشتہ رسولوں سے درجات میں بڑھ کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم تو پہلوں سے بڑھ کر تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ بعد میں آنے والوں سے بھی بڑھ کر تھے۔ پس یہ گہرا مضمون ہے جس کو یہاں تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر اتنا یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ درجات کا فرق ضرور رکھتا ہے۔ جو وہ کرتا ہے ہمیں کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ہم سمجھ نہیں سکتے سوائے اس کے کہ اللہ نے ہم پر خود کھول دیا ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ نے بتایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی فضیلت کی بہت سی باتیں خدا نے بیان فرمائی ہیں اور بہت سی ایسی ہیں جو خدا نے تو بیان فرمائی ہیں مگر رسول اللہ کو بیان فرمائی ہیں۔ قرآن میں ہمیں ان کا تذکرہ نہیں ملتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آگے بیان فرمائی ہیں۔ وہ اس لئے کہ وہ آپ کے پاس امانت تھی کہ لوگوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اعلیٰ درجات کا علم ہو مگر اس میں بھی انکساری کی حد یہ ہے کہ آپؐ اپنا نام لے کر وہ باتیں بیان نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا ایک بندہ ایسا تھا جس نے یہ کچھ کیا، اللہ کا ایک رسول ایسا تھا جس نے یہ کچھ کیا اور وہ رسول آپؐ خود ہی ہوا کرتے تھے تو عمومی ذکر میں اپنے آپ کو داخل کر کے وجود میں ایک حجاب ہوتا تھا اس کی وجہ سے اپنی انکساری کی حفاظت فرمائی۔

پھر فرمایا ﴿أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ﴾ جو اللہ اور رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے ان کو اللہ تعالیٰ ضرور اجر دے گا۔ ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ اور اللہ تعالیٰ بار بار بخشنے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ یہاں اللہ اور رسول کے درمیان فرق نہ کرنا ایک بہت ہی گہرا بنیادی حکم ہے جو اہل کتاب کی کتابوں کی نفی کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم کتاب کو تو مانتے ہیں جو اللہ کا حکم ہے اور رسول کی جو سنت اور رسول کی جو حدیثیں ہیں وہ ہم نہیں مانتے کیونکہ پتہ نہیں حالانکہ اس کا پتہ کرنا بہت آسان تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت اور حدیث میں اور قرآن کی آیات میں فرق ہے ہی کوئی نہیں، ہر سنت کی بنیاد قرآنی آیات میں ہے، ہر حدیث کی بنیاد جو سچی حدیث ہے قرآنی آیات میں ہے تو سر تسلیم خم کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق نہیں کرنا چاہئے تھا۔ پس اہل کتاب نے تو یہ نیا عقیدہ گھڑ کر خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری ہے۔

اب ایک حدیث میں آپ کے سامنے کھول کر رکھتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کیلئے اس کا عمل ہرگز نجات کا باعث نہیں بنے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپؐ کے لئے بھی نہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں میرے لئے بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ اور رحمت سے ڈھانپنے کا مضمون ایسا ہے جس کے متعلق ایک ذرہ بھی شک نہیں کیونکہ آپ کو رحمۃ للعالمین قرار دیا تو ایسی رحمت سے ڈھانپا ہے جس نے تمام بنی نوع انسان پر سایہ کر دیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمانا کہ میں بخشا جاؤں گا تو رحمت سے بخشا جاؤں گا۔ یہ مضمون اس حدیث کے حوالہ سے سمجھنے کے لائق ہے کہ رحمت سے ہی تو بخشے جائیں گے مگر اللہ نے آپ پر بہت رحمت فرمائی ہے اور اتنی رحمت فرمائی ہے کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے اور بنی نوع انسان کے علاوہ حیوانوں کے لئے بھی آپ رحمت تھے۔

لیکن اس معاملہ میں یہ بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کے باوجود عمل کو ایک دخل ہے اور عمل سے انسان مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ دے کہ اللہ کی رحمت ہے بخش دیا جاؤں گا یہ جھوٹ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وساطت سے بھی بخشش کا خیال اگر آپ کی شفاعت کے اہل انسان نہ ہو، یہ خیال کرنا کہ میں بخش دیا جاؤں گا ہمارا ایک رسول ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے یہ ایک جھوٹا خیال ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ تعلق کی بنیادی شرط وہی ہے ﴿إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ کہ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو اور محض دعویٰ نہیں ہے تو جس نے واقعی محبت کی تھی اس کے پیچھے چلنا تمہارے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ پس رسول کے پیچھے چل سکتے ہو تو پھر تمہارا دعویٰ سچا ہوگا۔ ﴿يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ اللہ ضرور پھر تم سے محبت فرمائے گا۔

چنانچہ آگے فرمایا: سیدھے راستے پر رہو اور اس کے قریب قریب رہو۔ صبح کے وقت بھی عبادت کرو اور شام کے وقت بھی اور کسی قدر سحر کے وقت بھی اور میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو۔ اسی کے ذریعہ اپنی مراد کو پہنچو گے۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"رحیمیت کے مفہوم میں نقصان کا تدارک کرنا لگا ہوا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی"۔ یہ وہی حدیث ہے جو ابھی آپ کو پڑھ کے سنائی گئی ہے۔ "ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے سوال کیا کہ یا حضرت! کیا آپ کا بھی یہی حال ہے۔ آپؐ نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ہاں"۔ (الحکم ۱۰/ستمبر ۱۹۰۱ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"رَحِیم ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی وہ صفت ہے جس کا تقاضا ہے کہ محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اُن پر ثمرات اور نتائج مترتب کرتا ہے۔ اگر انسان کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ اس کی محنت اور کوشش کوئی پھل لاوے گی تو پھر وہ سُست اور نکما ہو جاوے گا۔ یہ صفت انسان کی امیدوں کو وسیع کرتی اور نیکیوں کے کرنے کی طرف جوش سے لے جاتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رحیم قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ اُس وقت کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا، تضرع اور اعمال صالح کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضییع اعمال سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے"۔

یعنی رحیمیت تقاضا کرتی ہے کہ اس سے کچھ مانگا جائے اور مانگنے کے لئے عمل ضروری ہے۔ ﴿وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو انسان کی دعائیں ہیں ان کو اس کا عمل صالح رفعت دیتا ہے۔ عمل صالح کی وجہ سے وہ دعائیں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں اور آسمان کی بلندی تک پہنچتی ہیں۔ تو فرمایا اگر تم رحیمیت چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تم اعمال صالحہ بجالاؤ اور بار بار اللہ کی طرف جھکتے رہو اور اس سے رحم کے طالب رہو۔ ایسی صورت میں جب تم سچے اعمال کے ذریعہ اپنی دعاؤں کی مدد کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔

فرماتے ہیں: "رحمانیت تو بالکل عام تھی لیکن رحیمیت خاص انسانوں سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری مخلوق میں دعا، تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ اور قوت نہیں، یہ انسان ہی کو ملا ہے"۔

اب دیکھیں جانور جتنے بھی ہیں وہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت سے تو استفادہ کر رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے۔ کوئی دعا گو جانور اور غیر دعا گو جانور میں آپ جانوروں کو تقسیم نہیں کر سکتے کہ یہ شیر دعا گو تھا۔ یہ غیر دعا گو تھا۔ یہ بکری دعا گو تھی، یہ غیر دعا گو تھی۔ سب کے اوپر برابر رحمانیت ہے۔ پس فرمایا رحیمیت کا تقاضا ہے کہ انسان دعا بھی کرے اور تضرع بھی کرے اور اعمال صالحہ کا ملکہ بھی اس کو حاصل ہو۔ یہ قوت انسان ہی کو ملی ہے۔

"رحمانیت اور رحیمیت میں یہی فرق ہے کہ رحمانیت دعا کو نہیں چاہتی مگر رحیمیت دعا کو چاہتی ہے"۔ اب کائنات کے پیدا ہونے سے پہلے کسی نے مانگی تھی خدا سے یہ کائنات!؟۔ تو رحمانیت اس وقت بھی عمل پیرا تھی جبکہ کوئی چیز وجود میں آئی ہی نہیں تھی۔

"اور یہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے اور اگر انسان، انسان ہو کر اس صفت سے فائدہ نہ اٹھاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے"۔ (الحکم ۲۴/مئی ۱۹۰۲ء)۔ اب یہ مضمون ہے رحمانیت کا اس کو لفظ جمادات نے پوری طرح کھول دیا کہ جمادات جو بے روح چیزیں ہیں مادہ ہے یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ اب مادہ کب اللہ سے مانگنے گیا تھا۔ تو ساری کائنات کو خدا نے اپنی رحمانیت سے پیدا فرمایا لیکن بخشنے کا جہاں تک تعلق ہے اور بار بار رحم کرنے کا تعلق ہے اس میں دعا کو ایک مقام حاصل ہے اور دعا ضروری ہے۔ میرا خیال ہے اب دو تین حوالے رہ گئے ہیں وہ پھر سہی۔

☆☆☆☆......☆☆☆......☆☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱) مجھے بھیجا گیا ہے تا میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں"۔ (الحکم ۲۴/جون ۱۹۰۳ء)

(۲) خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ہے"۔ (الحکم ۳۱/مئی ۱۹۰۰ء)

(تفسیر سورۃ الجمعہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۸ صفحہ ۳۱)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی)

ارشاد نبوی
اَلْاَمَانَۃُ عِزٌّ
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹک لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222, 248-1652, 243-0794
رہائش- 237-0471, 237-8468

راہِ مولیٰ کے ایک اسیر کی داستان

(محمد الیاس منیر شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حال جرمنی)

فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی. قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَا اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰی. قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی. (سورہ طه آیت ۷۱ ۔ ۷۴)

ان آیات قرآنیہ میں اللہ تعالیٰ نے ماضی کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر لائے جانے والے جادوگر آسمانی حربہ کا شکار ہوکر اپنے خالق و مالک پر ایمان لے آئے تو فرعون نے اپنے دانت پیس پیس کر اُن سے کہا اچھا! تم مجھ سے پوچھے بغیر ہی اس پر ایمان لے آئے ہو یقیناً یہ تمہارا سردار ہی تھا جس نے یہ سارا ڈھونگ رچایا۔ یاد رکھو اب میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ کر تمہیں کھجور کے تنوں کے ساتھ لٹکا کر جان سے ماردوں گا اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور باقی رہنے والا ہے۔

فرعون کی اس خوفناک دھمکی سے ایمان لانے والے نہ تو ڈرے نہ ہی خوفزدہ ہوئے بلکہ بڑے ہی پرسکون مگر پرشوکت لہجہ میں انہوں نے فرعون کو یوں مخاطب کیا۔ ہم تجھے اپنے خالِق اور اس کیطرف سے آنے والے نشانوں پر کسی طرح بھی ترجیح دینے کو تیار نہیں پس تیرا جو زور لگتا ہے لگا لے انما تقضی هذه الحيوة الدنيا تو صرف اس دنیا کی زندگی کو ہی ختم کرسکتا ہے ٹھیک ہے وہ کر ڈال ہم تو اپنے رب کی چوکھٹ سے اب نہیں اُٹھیں گے۔

احباب کرام! یہ تو تھی بات اُس فرعون کی جو آج سے ہزاروں سال قبل ہوگزرا ہے۔ مثل مشہور ہے ہر زمانے را فرعون ہر فرعون را موسیٰ۔ اس لئے آئیں اور اپنے اس زمانہ کے ایک فرعون کی بھی کچھ باتیں سنیں۔ جس نے آج کے موسیٰ اور اس کے ماننے والوں کو بالکل اُسی فرعون کیطرح کچل ڈالنے کے بلند بانگ دعوے کئے نعوذ باللہ انہیں کینسر کہہ کر جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی باتیں کیں۔ مگر ہوا کیا اس فرعون کے سحر کی ناگنوں کو بھی مردِ حق کی دعا نگل گئی اور ازل سے جاری تقدیر کے عین مطابق اس کی نمرودیت بھی آپ ہی اپنی آگ میں جل کر بھسم ہوگئی اور اس کا نام و نشان تک نہ رہا۔

حضرات! اس فرعون یعنی سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے محض ایک منادی کی آواز پر لبیک کہنے کے ''جرم'' میں پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے اور بے گناہ معصوم احمدیوں کے خون کے ساتھ ہولی کھیلی۔ اس کے ان مظالم اور چیرہ دستیوں کی ایک ضخیم کتاب بن چکی ہے اور اُسی کتاب کے ایک باب کا عنوان ''اسیران راہِ مولا ساہیوال'' ہے۔ یہ باب ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو کھلا۔ اس روز اذان فجر سے پہلے مولویوں کے ایک جتھے نے مسجد احمدیہ ساہیوال پر اچانک بلہ بول دیا اور ڈیوٹی پر موجود خدام کو اپنے قابو میں کرکے بیرونی دروازے کی پیشانی پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ پر پینٹ پھیر دیا پھر گستاخانہ طور پر مسجد میں داخل ہوکر اودھم مچانے لگے اور وہاں بھی لکھا ہوا کلمہ طیبہ، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ مٹانی شروع کردیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے خادم مسجد مکرم رانا نعیم الدین صاحب نے انہیں منع کیا اور انہیں ڈرانے بھگانے کیلئے ایک ہوائی فائر بھی کیا مگر ان کے لیڈر نے تھپکی دی کہ گھبراؤ مت یہ پٹاخے چلا رہے ہیں ان کو پکڑ لو۔ اس نازک مرحلہ پر رانا صاحب محترم نے وہی بندوق اپنے دفاع میں سیدھی کردی مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ اس کا رخ نیچے کیطرف ہی رہے اور کوئی جانی نقصان نہ ہو۔ مگر تقدیر الٰہی کو کون ٹال سکتا ہے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک شخص کے عین سر میں گولی لگی اور وہ وہی ٹھنڈا ہوگیا جبکہ ایک دوسرے حملہ آور کا سینہ گولی کی زد میں آگیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا مسجد سے باہر تک چلا تو گیا مگر دروازے سے نکلتے ہی ڈھیر ہوگیا۔

فائر ہوا تو میں اپنے گھر میں تھا۔ آواز سن کر بھاگم بھاگ مسجد آیا تو لوگ افراتفری کے عالم میں مسجد سے نکل رہے تھے۔ دروازوں کی پیشانیوں پر پینٹ پھرا ہوا تھا اور صحن میں ایک شخص چاروں شانے چت پڑا تھا اور محترم رانا صاحب موصوف نہایت جلال کے ساتھ للکار رہے تھے'' کون ہوتے ہو تم کلمہ مٹانے والے؟'' میں نے ڈیوٹی پر موجود خدام کو اس واقعہ کی اطلاع امیر صاحب کو پہنچانے کیلئے روانہ کیا اور اللہ سے مدد اور رہنمائی کی دعا مانگنے لگا۔ کلمہ طیبہ پر پھیرا ہوا پینٹ دیکھ کر قریب ہی پڑی نعش کیطرف نظر جاتی تو یہ صدا سنائی دیتی ع

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو

حضرات! اس حادثہ کے بعد ایک انتہائی جھوٹی کہانی گھڑی گئی اور جماعت احمدیہ ساہیوال کے گیارہ افراد کے خلاف قتل کا ایک مقدمہ بنا دیا گیا اور سات افراد کو اُسی روز دھوکہ سے تھانہ لے جاکر گرفتار بھی کرلیا گیا۔ اسطرح سے اُس طویل تاریخی ابتلاء کا آغاز ہوا جس سے صرف گیارہ یا سات افراد ہی متاثر نہ ہوئے بلکہ اس کی دردناک کیفیات کو عالمگیر جماعت احمدیہ نے محسوس کیا ہر فرد جماعت نے یہ دکھ بانٹا اور اسیران کے غموں کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

جب ہمیں اس خوفناک مقدمہ میں ملوث کیا گیا اور آزمائش کا ایک طویل اور دشوار گزار راستہ تاحد نظر دکھائی دینے لگا تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریر ہمارے لئے مشعل راہ بن گئی۔

''اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۹)

حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ ہمیشہ فکرمندی کے ساتھ ہمارے پیش نظر رہے اور ہم اللہ سے مدد مانگتے رہے کہ وہ ہمیں سرخرو کردے تا حضور اقدس کی پاک روح اعلیٰ علیین میں ہماری طرف سے بھی قرار اور راحت میں رہے۔

قارئین ہم دو ہفتے مختلف تھانوں میں جسمانی ریمانڈ کی مدت گزار کر ۱۰ رنومبر ۱۹۸۴ء کو پس دیوارِ زنداں بھیج دیئے گئے اور۔

بجھا جو روزنِ زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی
چمک اٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے
کہ سحر تیرے رخ پر بکھر گئی ہوگی۔
غرض تصور شام و سحر میں جیتے ہیں
گرفت سایہ دیوار و در میں جیتے ہیں

کے مصداق دنوں ہفتوں اور مہینوں سے گزر کر سالوں کی گنتی پر آگئے۔ اور جب ۹ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن گزر چکے تو نوید سحر ملی یعنی ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء کی سہ پہر ہم اللہ کے فضل سے بے شمار نشیب و فراز طے کرتے ہوئے اس حال میں رہا ہوئے کہ ساری جماعت کا سر فخر سے بلند اور اپنے مولیٰ کے حضور خوشی مسرت اور شکر گزاری کے ساتھ جھکا ہوا تھا

ہے شکر رب عزوجل خارج از بیان

قارئین! ہمارے خلاف قائم یہ مقدمہ جنرل ضیاء الحق کے اشارۂ خاص پر ایک خصوصی فوجی عدالت نمبر ۶۲ ملتان میں چلایا گیا۔ اس عدالت نے چند دنوں کی سماعت کے بعد ۱۶ جون ۱۹۸۵ء کو اپنا فیصلہ لکھ کر اعلیٰ فوجی حکام کو بھجوا دیا۔ اس فیصلہ کے مطابق دو افراد مکرم رانا نعیم الدین صاحب او رخاکسار کو سزائے موت جبکہ دیگر چار افراد محترم ملک محمد الدین صاحب شہید۔ مکرم محمد حاذق رفیق صاحب۔ مکرم عبد القدیر صاحب اور مکرم محمد نثار شاہد صاحب کو سات سات سال کی قید بامشقت کی سزا دی گئی تھی۔ جب یہ فیصلہ صوبائی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور گورنر پنجاب غلام جیلانی خان کے پاس ابتدائی توثیق کیلئے گیا تو انہوں نے اسے مسترد کردیا اور عدالت پر ایک طویل حکم کے ذریعہ واضح کیا کہ یہ سراسر انصاف کا خون ہے اس لئے وہ اس پر نظر ثانی کرے ع

ابھی کچھ لوگ ہیں باقی جہاں میں

مگر جس نقارخانہ میں اعلیٰ ترین حکمران نے من مانیوں کا شور برپا کر رکھا ہو وہاں طوطی کی آواز کہاں سنائی دیتی ہے۔ چنانچہ اس حکمنامے کا علم ہوتے ہی اُس امر مطلق نے یہ معاملہ کلیۃً اپنے ہاتھ میں لے لیا اور گورنر صاحب کو ہٹا کر اپنی راہ ہموار کی پھر براہ راست اپنا بہیمانہ فیصلہ مسلط کردیا۔ اب سنئے اس نظر ثانی شدہ فیصلہ کی روداد کہ اس سے پہلے جن چار اسیران کو سات سات سال قید کی سزا دی گئی تھی ان کی سزا کو عمر قید و جرمانہ میں تبدیل کردیا گیا اور جن دو اسیران کو پھانسی کی سزا دی گئی تھی چونکہ اس میں کسی بدنی سزا کا اضافہ ممکن نہ تھا اس لئے اس کے ساتھ دس دس ہزار روپیہ جرمانہ کا اضافہ کردیا۔ اور یہ حکمنامہ اس نے خاص اپنے دستخطوں سے جاری کیا۔ جب ہمیں یہ حکم سنانے کیلئے لے جایا جارہا تھا تو عجیب تصرفِ الٰہی ہوا کہ خاکسار کی زبان پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بار بار آتا رہا۔

گر وہ جاں کو طلب کرتے ہیں تو جاں ہی سہی
بلا سے کچھ تو نپٹ جائے فیصلہ دل کا

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بالغ نظر نے بھی ان حالات کو دیکھ لیا تھا اور آپ نے ہمیں تذکرۃ الشہادتین کا بکثرت مطالعہ کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔ اسطرح سے حضور نے ہمیں اس فیصلہ کیلئے پورے طور پر تیار کردیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ سزائے موت کا حکم سن کر حواس باختہ ہونے کی بجائے اللہ کے فضل سے ہمارے دلوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوا اور اس کے ساتھ ہی یوں لگا جیسے تسکین کی بارش میں ہم سر سے پاؤں تک نہا گئے ہوں۔ الحمد للہ۔

قارئین! اب ہم جیل میں قیدی تھے اور وہ بھی سزائے موت کے قیدی، ہمیں پھٹا پرانا سرکاری لباس فراہم کیا گیا۔ پیروں میں لمبی اور بھاری بیڑیاں ڈال دی گئیں اور خطرناک مجرموں کے وارڈ میں بند کردیا گیا جہاں پانی تک کمرے سے باہر رکھا جاتا ہے۔ دیگر ضروریات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں سے ہمیں رحم کی اپیل کرنے کو کہا گیا، مگر ہم نے صاف انکار کردیا کہ ہم اپنے آپ کو خدا سمجھنے والے کسی انسان کے سامنے اپنی زندگی کی بھیک مانگنے کیلئے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔۔

ہم کو جھکا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے ہے زمانہ زمانہ سے ہم نہیں

بعد میں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے ایک خط میں یہ فقرہ پڑھا کہ ’’بہت دعا کریں کہ میرا اور خدا کی اس پیاری جماعت کا سر ہر ابتلاء میں بلند رہے اور کبھی غیر اللہ کے سامنے نہ جھکے‘‘۔

تو سمجھ آیا کہ کس دعا کی برکت سے ہم ایسا کہہ رہے تھے۔

قارئین ! موت کی ان کال کوٹھڑیوں میں ہم قریباً تین سال تک رہے یہاں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی یقین توکل اور اطمینان کی دولتوں سے مالا مال کئے رکھا۔ ہمیشہ حفاظت کا احساس رہا بالکل یونہی جیسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار

ہمیں پرسکون اور مستقبل سے بے پرواہ دیکھ کر لوگ حیران ہوتے تھے۔ انہوں نے ایسے قیدی پہلے بھلا دیکھے ہی کب تھے جو اپنی موت کا خیر مقدم کرنے کیلئے ہمہ وقت تیاری کئے بیٹھے ہوں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ع

جسے جینا ہے وہ مرنے کیلئے تیار ہو جائے

چنانچہ خاکسار متعدد مرتبہ پھانسی گھاٹ پر گیا اور اس کے نیچے تک اتر کر اس کے سارے ماحول اور سسٹم سے شناسائی حاصل کی تا اگر مرضی مولا یہی ہو تو عظیم مقصد کی خاطر جان دیں تو قابل رشک انداز میں پوری شان کے ساتھ دیں۔ بقول فیض

’’جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے‘‘

ایک سال کے بعد ۱۵ فروری ۱۹۸۷ء کو ہماری نظر ثانی کی اپیل جس میں سزاؤں کے اس حکم کو چیلنج کیا گیا تھا، مسترد کر دی گئی اور اُسے مسترد ہونا ہی تھا۔

یہ منصف بھی تو قیدی ہیں ہمیں انصاف کیا دیں گے
لکھا ہے انکے چہروں پر جو ہم کو فیصلہ دیں گے

اس کے بعد ہمیں وہاں پہنچا دیا گیا جہاں سے عام طور پر کوئی واپس نہیں آیا کرتا ہمیں بے دست و پا کر کے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں بند کر دیا گیا گویا موت سے پہلے ہی دنیا سے ہمارا رابطہ کاٹ دیا گیا۔ یہاں قیدی کیلئے حواس برقرار رکھنا ممکن نہیں رہتا مگر ہم تو اپنے مولیٰ کی گود میں مثل طفل شیر خوار تھے۔ مجھے خوب یاد ہے رات خوب سکون کی نیند سویا۔ صبح اٹھ کر وضو کیلئے دروازہ سے باہر دھرے گڑھے میں سے چلو چلو پانی سلاخوں کے اندر لا رہا تھا تو سامنے خصوصی حفاظت کیلئے موجود سپاہی جو میرا واقف تھا، مجھ سے اظہار افسوس کرنے لگا۔ گویا زندگی میں ہی تعزیت کی جا رہی تھی میں نے اسے جوش اور ولولہ سے مخاطب کر کے کہا کہ دوست ! یاد رکھنا اس وقت اذان ہو رہی ہے۔ اللہ کے فضل سے مجھے کچھ نہ ہوگا۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ مجھے اب تک یاد ہے وہ کہہ رہی تھی کہ اس کا دماغ چل گیا ہے مولوی اس کے خلاف، حکومت کا سربراہ اعلیٰ اس کی جان کے درپے اور خود زندگی کے اس آخری مرحلہ پر، اور پھر بھی کہہ رہا ہے کہ مجھے کچھ نہ ہوگا۔

یقیناً مجھے بھی شعور نہ تھا کہ کس برتے پر ایسا کہہ رہا ہوں مگر کوئی طاقت تھی جو مجھ سے یہ کہلوا رہی تھی اور وہ طاقت تھی ہمارے قادر و قیوم خدا کی۔

پھر دن چڑھا، کاروبار زندگی شروع ہو چکا ہوگا کہ ایک قیدی منشی کال کوٹھڑی کے سامنے آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا اور ایک سٹیمپ پیڈ۔ افسردگی سے کہنے لگا۔ اس پر انگوٹھا لگا دو۔ میں نے وہ پرچہ لیکر پڑھا تو اس میں ہمارے مقدمہ کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے بات یہاں تک پہنچائی گئی تھی کہ۔

اب میری کوئی ملاقات نہ ہوگی سوائے آخری ملاقات کے اور یہ کہ آج سے سات یوم بعد مجھے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے گا۔

میں نے انگوٹھا لگا کر پرچہ منشی کو دے دیا اور وہ چلا گیا۔ میں اللہ کی اس تقدیر پر لبیک کہنے کیلئے نئے جذبوں کے ساتھ تیاری کرنے لگا۔ اس دوران ایک عجیب واقعہ ہوا۔ میں نے اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے موت کا تصور کیا اور اپنے جسم کو مضبوط قدموں پر اُستوار کر کے موت کے اُس تصوراتی ہیولہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس وقت موت کو اپنے سامنے سے سرپٹ بھاگتے ہوئے دیکھا، بہت عجیب اور کیف آور تھے یہ لمحے جن کے بعد اچانک دل ٹھہر گیا سکون ہو گیا پھر تھوڑی ہی دیر میں ہمیں بتایا گیا کہ تمہیں سنایا جانے والا کل کا حکم سردست منسوخ ہو گیا ہے اور ہمیں پھر سے عام وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ الحمد للہ۔

دنیا نے اس واقعہ کی نہ معلوم کیا کیا توجیہات کیں مگر میرا تو ایمان ہے کہ یہ میرے پیارے آقا کی دلگداز دعاؤں اور حضور کی اقتداء میں احباب جماعت کی دردبھری آہوں کا اعجاز تھا۔

یقیناً حضور ایدہ اللہ کا یہ شعر اس موقع پر پوری شان کے ساتھ پورا ہوا۔

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا
کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا
موت آبھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

قارئین ! اللہ تعالیٰ نے اسیری کے دوران ایک بہت بڑا انعام اور بہت بڑا سہارا خوابوں کا عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار مشکل حالات اور ان سے نجات کیطرف اشارہ کرنے والے نظارے دکھلائے۔ یہ ۱۹۸۶ء کی بات ہے جبکہ ہم سزائے موت کی کال کوٹھڑی جس کا نام پیارے آقا نے ’’زندگی کی بقعۂ نور کوٹھڑی‘‘ رکھا تھا میں تھے کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنی بارک کے سامنے چل رہا ہوں اچانک اس کی منڈیر پر لگے ہوئے بجلی کے جستی تار ٹوٹ ٹوٹ کر کمروں کے دروازوں کے سامنے والی اسی جگہ پر گرنے لگتے ہیں جہاں میں ٹہل رہا ہوں۔ مگر میں پورے اطمینان سے ٹہلتا چلا جاتا ہوں اور کیا دیکھتا ہوں کہ بجلی کے یہ تار میرے آگے بھی گرے ہیں اور پیچھے بھی لیکن میرے قریب آکر دائیں اور بائیں طرف ہو جاتے ہیں اور میرے اردگرد ایک حلقہ سا بنا لیتے ہیں جس میں میں پوری طرح محفوظ رہتا ہوں جبکہ اس قسم کے حادثہ میں محفوظ رہنے کا کوئی ظاہری امکان نہ تھا۔ بیدار ہوا خواب پر غور کیا۔ تعبیر واضح تھی۔ قارئین! اللہ کے جس عاجز بندے نے اسقدر واضح تصویر دیکھ لی ہوئے جب لوگ کہتے ہوں کہ تمہارا سزائے موت سے بچنا بھی محال ہے تو وہ ان کی باتوں پر مسکرا نہ دیا کرتا تو اور کیا کرتا!

جماعت احمدیہ ایک الٰہی جماعت ہے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس مخالفت کا مزہ چکھایا ہے۔ جس کا نظارہ ہم نے اسیری کے دوران بھی قدم قدم پر کیا۔ ہماری ایذاء رسانی پر کمربستہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی پکڑ آتی ہوئی تو دنیا نے بھی دیکھی۔ ہمارے خلاف کھڑے کئے گئے سارے فساد کی جو لوگ جڑ تھے ان کا جو حشر ہوا اس کا کچھ حال آپ پیارے آقا کی زبان مبارک سے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۵ء کے موقع پر سن چکے ہیں ہم حیران ہیں کہ خدا نے کس کس طرح ان لوگوں سے ہمارے بدلے لئے ان کے مدرسہ جامعہ رشیدیہ میں باہمی گروہوں کے درمیان بار بار گولی چلنے کے واقعات ہوئے ارادہ قتل کے پرچے ان کے خلاف ہوئے اور ان کے لوگوں کو اُسی جیل میں آنا پڑا جہاں ہم تھے جامعہ رشیدیہ کو ڈی سی کے حکم سے سیل کر دیا گیا اور آج تک وہ سیل چلا آ رہا ہے۔ ان کی مسجد ویران ہو کر وحشت کا منظر پیش کر رہی ہے ان مولویوں کا ایک وکیل متین چوہدری نامی تھا جو پرلے درجہ کا فتنہ پرداز شخص تھا اور ہمارے مقدمہ میں پیش پیش رہا تھا۔ اس کے خلاف تھوڑے عرصہ میں ۲۲ مقدمات درج ہو گئے جن میں وہ خوب ذلیل ہوا۔ اسی طرح جاوید اقبال نامی ایک سپاہی جو اس مقدمہ میں سب سے پہلا سرکاری گواہ تھا وہ بھی مختلف نوعیت کی ڈکیتیوں کے ۷ مقدمات میں گرفتار ہوا اسے عدالت نے مجرم قرار دیکر سزا دی اور اس کی ملازمت تک جاتی رہی۔

یہ مقدمات کسی احمدی نے ان کے خلاف نہیں کرائے تھے بلکہ خدائے ذوالانتقام کا غضب بھڑکا تھا۔

ایسے ہی واقعات میں سے ایک واقعہ ساہیوال جیل کے ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ حسن رضوی کا ہے۔ جو ہمارا انچارج تھا عام طور پر جیل افسران بدعنوان تو ہوتے ہی ہیں یہ بداطوار بھی تھا اس شخص نے سوچا کہ انہیں نئی نئی سزا ہوئی ہے اور جیل کے معاملات کا انہیں کچھ پتہ نہیں چلو انہیں تنگ کریں اس طرح اپنے مولویوں کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی اور ممکن ہے یہ ڈر کر کچھ خدمت بھی کر دیں چنانچہ اس شخص نے ہمیں مختلف رنگ میں ایذاء پہنچانی شروع کر دی۔ جب وہ اپنی حرکتوں میں بڑھتا ہی گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایسے شدید طور پر پکڑا کہ وہ اپنی بدعنوانیوں کی وجہ سے اس بری طرح محکمانہ گرفت میں آیا کہ اسے اپنی ملازمت کے ہی لالے پڑ گئے اور اسے احساس ہوگیا کہ اس پر یہ گرفت ہمارے ساتھ ناروا سلوک کیوجہ سے ہی آئی ہے چنانچہ وہ معافی کا خواستگار ہوا اور حقیقتاً ہمارے قدموں میں آگرا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جیل کے واقعات میں سے ایک اہم بات مخالفین کے ساتھ تبلیغ کے میدان میں مقابلہ ہے ہم اس کی دی ہوئی توفیق سے تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے گویا ع

زنداں میں بھی نہ گئی شورش اپنے جنوں کی

چنانچہ اس کی پاداش میں افسروں اور قیدیوں ہر دو طرف سے ہمیں سخت ردعمل کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑتا۔ اس بناء پر ہمارے خلاف منصوبے بنائے گئے سازشیں کی گئیں کہ کسی طرح انہیں تبلیغ کرنے کا مزہ چکھایا جائے اور اس کے نتیجہ میں ہمیں مارا پیٹا گیا۔ ہمیں قید تنہائی کی کوٹھڑیوں میں الگ تھلگ بند کیا گیا۔ بیڑیاں پہنادی جاتی رہیں اور صوبائی افسران تک کو درخواستیں دی جاتی رہیں اخبارات میں ہمارے خلاف خبریں شائع کروائی جاتی رہیں۔ جائز قانونی مراعات اور سہولتوں سے محروم کر کے کمتر درجہ کی جگہوں میں رکھا گیا مختلف النوع پابندیاں لگا کر شکنجوں میں کسا گیا ہم سے ملنے جلنے والے قیدیوں تک کو تنگ کیا جاتا رہا انہیں ڈرایا دھمکایا جاتا رہا، غرض کہ طرح طرح کی ذہنی کوفت اور اذیت میں مبتلا رکھا جاتا۔ مگر ان کی یہ کوششیں عبث اور بیکار جاتیں کیونکہ ہم تو ان باتوں کے پہلے سے ہی عادی تھے جبکہ اللہ تعالیٰ بھی ان کی ہر ایسی کوشش کے بعد ہمارے لئے نیک سامان فرماتا۔ الحمد للہ۔

ہماری اسیری تلخ ہی نہ تھی بلکہ ایک حسین ولربا اور نہایت عشق انگیز پہلو بھی لئے ہوئے تھی اور وہی ہمارا زادراہ اور ہمارے حوصلوں کے دل بڑھانے والا تھا۔ اسی کی برکت سے اسی کی بدولت جیل ہمارے لئے جیل نہ رہی تھی بلکہ تلخیوں کے منجدھار میں سکون کا ایک جزیرہ میسر آگیا تھا اور حبیب جالب کیطرح یوں لگتا جیسے ع

گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے

ESTD:1893
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

وہ عظیم الشان متاعِ دنیا بھر کے احباب جماعت کے ایثار محبت اور والہانہ عقیدت کے مقدس جذبات تھے ان کی درد بھری دعائیں تھیں اور ان سب جذبات اور دعاؤں کے سر پر پیارے امام ہمام کا شفقت اور محبت بھرا وجود اقدس تھا۔ آپ ہمیں اپنے خطوط کے ذریعہ دلاسا دیتے ہوئے ہمارے دل بڑھاتے تو آئندہ ظاہر ہونے والے حالات کیلئے نہایت مؤثر انداز میں ہمیں تیار بھی کرتے چلے جاتے۔ حضور انور نے میرے ابا جان محمد اسماعیل منیر صاحب کے نام ایک انقلاب انگیز خط میں تحریر فرمایا۔

"ہر چند کہ ہم اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ظاہر ہو جائے اس فیصلہ کو کالعدم کروانے کیلئے دعا اور تدبیر کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں گے لیکن اگر خدا تعالیٰ نے یہ مقدر فرما دیا ہے کہ عزیزم الیاس سلمہ اللہ اور عزیزم نعیم الدین سلمہ اللہ کو شر کے پردے میں اس کی تقدیر خیر ضرور پہنچے تو پھر میری دعا اور التجاء یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور ان سب کو جو ان دونوں مظلوموں سے محبت رکھتے ہیں حوصلہ عطاء فرمائے اور اپنی راہ میں ثابت قدم اور صادق ٹھہرائے اور اپنی رضا پر ہر حال میں راضی رہنے کی توفیق بخشے۔ (خط تحریر فرمودہ ۸۶-۲-۱۹)

پھر اسی خط میں نہایت واضح الفاظ اور خوبصورت انداز میں آنے والے خطرات سے آگاہ فرماتے ہیں۔

"میرے پیارے عزیزم محمد الیاس منیر اور نعیم الدین تک میرے دل کا حال پہنچا دیں اور بتا دیں کہ یہ چار دن کی زندگی تو سخت نا قابل اعتبار ہے اور یہ بھی پتہ نہیں کہ کیسے انجام کو پہنچتی ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ وہ ہم سے اتنی جلدی جدا ہوں مگر مرضیٔ مولا اگر یہی ہے تو اے خوش نصیبو! جو رضائے باری تعالیٰ کی لافانی زندگی پانے والے ہو اور آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے بن کر چمکنے والے ہو اور جو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ محبت اور عظمت اور پیار اور احترام کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے دم واپسیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح اور غلبہ کی دعا کرنا"

قارئین! سچے جذبوں سے سرشار پیارے آقا کے ایک ایک لفظ کے سامنے یہ فانی زندگی حقیر دکھائی دیتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ

اس جہاں میں خواہش آزادگی بے سود ہے
اک تری قید محبت ہے جو کر دے رستگار

پیارے آقا کا پیدا کردہ یہی جذبہ تھا جس نے دراصل موت کو شکست دی۔ حضور ایدہ اللہ کی ایک طرف یہ کیفیت تھی تو دوسری طرف آپ نے اپنی جبینِ مبارک درِ مولیٰ پر جھکائے دل کی گہرائیوں سے ہماری زندگیوں کی خیرات مانگی وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں آپ نے خاکسار کی اہلیہ کے نام ایک خط میں اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا۔

"میں جانتا ہوں کہ شہادت اور پھر ایسی عظیم شہادت ایک قابل صد رشک سعادت ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظاہری جان لئے بغیر بھی لازوال زندگی عطا کر سکتا ہے۔ وہ مالک اور قادر اور قدیر اور مقتدر ہے۔ اسماعیلی قربانی اپنی آن بان اور شان میں اس بناء پر کم تو نہیں ہوگئی کہ قد صدقت الرؤیا کی پرشوکت آواز نے اسمٰعیل کی گردن پر چلنے والی چھری کی حرکت سلب کر لی۔ پس میرا بھکاری دل اگر مالک کون و مکان سے اپنے پیارے الیاس اور نعیم اور ناصر اور رفیع کیلئے اس دنیا کی بھیک بھی مانگتا ہے اور آخرت کی بھی تو یہ تعلیم قرآن کے منافی تو نہیں۔ ہم تو گداگر ہیں راہ مولیٰ کے گداگر جب تک ہمارا آقا آخری تقدیر ظاہر نہیں فرماتا۔ ہم ربّ انی لما انزلت الی من خیر فقیر کی صدا بلند کرتے رہیں گے اور جب وہ تقدیر خیر کو ظاہر فرما دے گا تو وہ جس بھیس میں بھی آئے ہم حمد و شکر کے ترانے گاتے ہوئے اس کا خیر مقدم کریں گے مؤمن کا تو کوئی سودا بھی نقصان اور خوف اور حزن کا سودا نہیں۔ ہمیں لاخوف علیھم ولاھم یحزنون کی معرفت کا جام لبالب پلایا گیا ہے"
(خط تحریر فرمودہ ۸۶-۳-۳۱)

خاکسار کے نام حضور نے ایک خط میں اپنی اور ساری جماعت کے کرب و اضطراب کا نقشہ یوں کھینچا ہے "اسیران راہ مولیٰ کی تکلیف ساری جماعت کیلئے سوہان روح بنی ہوئی ہے انگلستان کی چینل ۴ ٹیلی ویژن نے جب وہ پروگرام دکھایا جس میں تم اور نعیم جیل کی سلاخوں سے جھانکتے ہوئے دکھائی دے رہے ہو تو انگلستان کے ہزارہا احمدیوں کے دل اسطرح تڑپ اٹھے جیسے وہ سلاخیں کسی نے ان کے سینے میں بھونک دی ہوں (خط ۸۶-۵-۱)

اسی طرح حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہمارے ایک اسیر ساتھی برادرم مکرم حاذق رفیق کے نام خط میں اپنے محبت بھرے جذبات کا اظہار یوں فرمایا۔

"اسیرانِ راہ مولا بالخصوص اسیران ساہیوال کے خطوط دیکھ کر دل سخت بے چین ہو جاتا ہے کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ آپ لوگ یاد نہ آئے ہوں اور دل کی گہرائی سے دعائیں نہ نکلی ہوں۔ اللہ مجھے جلد آپ کی رہائی کا دن دکھائے اپنی آنکھوں سے آپکو دیکھوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اپنے سینے سے آپ کو لگاؤں تو تسکین دل و جان ملے۔
(خط ۹۱-۹-۱۵)

کس دن مجھے تم یاد نہیں آئے مگر آج
کیا روزِ قیامت ہے کہ اک حشر بپا ہے
سینے سے لگا لینے کی حسرت نہیں مٹتی
پہلو میں بٹھانے کی تڑپ حد سے سوا ہے

قارئین! حضور اقدس کے یہ مقدس الفاظ جو ادبی دنیا میں بھی دُرِ شہوار سے کم حیثیت نہیں رکھتے ایک بیش بہا اور نہ ختم ہونے والا الخزانہ ہے یہ تو دراصل حضور پرنور کے خون جگر کے قطرے ہیں جو الفاظ کی شکل میں ڈھل ڈھل کر اور سطح قرطاس پر گر کر اپنا نقش بناتے رہے ہیں۔ یہ داستان بہت طویل ہے مگر وقت قلیل۔ اسلئے آیئے آخر پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے وہ پرشوکت الفاظ سنیں جو حضور نے ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء کو ہمارے مقدمہ کا فیصلہ سنائے جانے پر مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائے تھے حضور نے اسیران ساہیوال کی قربانیوں کے حوالہ سے فرمایا تھا۔

"پس انہوں نے تو اپنی راہیں متعین کر لیں منھم من قضی نحبہ کے فیصلہ کو پورا کر دیا اے پیچھے رہنے والو! کیا تم ان راہوں سے پیچھے ہٹ جاؤ گے؟ اے پیچھے رہنے والو! کیا تم آگے بڑھنے والوں کو ہمیشہ کے لئے خالی چھوڑ دو گے؟ آج تم پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان خدا کی خاطر مصیبت برداشت کرنے والوں کے ساتھ وفا کا تقاضا ہے محمد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن اور خدا کے ساتھ وفا کا تقاضہ ہے کہ ان راہوں سے پیچھے نہیں ہٹنا، ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹنا آگے بڑھنا ہے اگر چالیس لاکھ احمدی کی لاشیں پاکستان کی گلیوں میں کتے گھسیٹتے پھریں تو بھی آگے بڑھنا ہے خدا کے نام کے کلمہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام کے کلمہ کو آنچ نہیں آنے دیں گے۔ پس آگے بڑھو اور یقین رکھو کہ آخر غلبہ تمہارا ہے آخر فتح تمہاری ہے کیونکہ خدا کے نام پر مرنے کیلئے تیار رہنے والوں کو کبھی موت مار نہیں سکی کبھی دشمن ان پر فتح یاب نہیں ہو سکا۔ (از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء مسجد فضل لندن) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

کانپور (یوپی):- مورخہ ۲۰۰۱-۳-۵ کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید مکرم مولوی سید آزاد حسین صاحب نے کی اور نظم مکرم حاجی ظفر عالم صاحب نے پڑھی تلاوت و نظم کے بعد درج ذیل احباب نے تقاریر میں حصہ لیا۔ مکرم خلیل احمد صاحب صدیقی، مکرم حاجی ظفر عالم صاحب، مکرم رئیس احمد صاحب، مکرم سعید احمد صاحب صدیقی، مکرم عبد الستار صاحب، مکرم اسرار احمد صاحب، عزیز ثمر احمد، عزیز دانش احمد، اس کے بعد عزیزہ عافیہ رئیس اور مکرم خلیل احمد صاحب نے نظم سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ آخر پر خاکسار کے صدارتی خطاب کے بعد دعا ہوئی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ (شرافت احمد خان مبلغ کانپور)

یاری پورہ (کشمیر):- مورخہ ۰۱-۳-۲۵ کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ زیر صدارت محترم امیر صاحب مقامی منعقد کیا گیا۔ مکرم میر عبد الرشید صاحب کی تلاوت کے بعد محترم اکرام اللہ صاحب ٹاک قائد مجلس نے نظم پیش کی خاکسار نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر تقریر کی دوسری تقریر مکرم محمد احمد ٹاک صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ پر کی۔ ان کے بعد محترم غلام نبی ناظر صاحب نے اپنا منظوم کلام پیش فرمایا تیسری تقریر مکرم ناصر احمد صاحب ندیم خادم سلسلہ آسنور نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر فرمائی آخر پر محترم امیر صاحب نے جماعت احمدیہ کے قیام اور غرض و غایت پر تقریر کی اور احباب جماعت کو سلسلہ کے ساتھ وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ (فاروق احمد یاری پورہ۔کشمیر)

☆☆☆☆

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072

Ph: SHOWROOM : 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE : 343-4006, 343-4137 RESI : 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX : 91-33-236-9893

آج کے ملاؤں کے غیر اسلامی جہاد کے فتوؤں نے اسلام کو کیا دیا

سفیر احمد بھٹی مبلغ سلسلہ ہریانہ

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آئی ہے کہ جب بھی دُنیا میں گمراہی اور ضلالت پھیلتی ہے تو خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان پر رحم و کرم کرتے ہوئے دُنیا کی ہدایت کیلئے اپنی طرف سے کوئی مامور بھیجتا ہے تا پھر سے دُنیا کے اندر نور اور ہدایت پھیل جائے اس سنت کے ساتھ ایک اور خدا تعالیٰ کی سنت بھی کارفرما ہے جب ہم مذاہب کی تاریخ پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے انبیاء اور مامورین من اللہ کی مخالفت کا سلسلہ جاری ہے ابلیس اور ابلیس کے چیلے چانٹوں نے خدا تعالیٰ کے پیاروں کو قسم قسم کے دُکھ دیئے اور اُن کا عرصہ حیات تنگ کیا اور انبیاء کے دشمنوں کو ہمیشہ اپنی اکثریت کا گھمنڈ رہا ہے۔ یہاں تک کہ اسلام جیسا عظیم روحانی سلسلہ جاری ہو گیا۔ پھر اسلام تمام مخالفتوں کے باوجود اکناف عالم میں پھیل گیا مگر اسلام کی اس عظیم الشان ترقی کے زمانہ میں ،سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے دوبارہ تنزل کی خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ دور گمراہی کے زمانے کی نشانی یہ ہوگی کہ اسلام تہتر فرقوں میں بٹ جائے گا علم دُنیا سے اُٹھ جائے گا اور اس زمانہ کے ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے ایسے وقت کے بارہ میں جب صحابہؓ نے سنا تو صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ان تہتر فرقوں میں سے کون سا فرقہ راہ ہدایت پر ہے تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ما انا علیہ واصحابی ''کہ میرے اور میرے صحابہ جیسا اُن کا حال ہوگا اور وہی فرقہ ہوگا جو ناجی ہوگا پھر ایک مقام پر فرمایا کہ اُس ناجی فرقہ کی نشانی یہ ہوگی کہ ''وھی الجماعۃ'' وہ ایک واجب الاطاعت امام کے ساتھ ایک مضبوط جماعت ہوگی چنانچہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق خدا تعالیٰ نے اس گمراہی کے زمانہ میں وہ روحانی مصلح جس کو مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کے مبارک نام سے پکارا گیا اور جس کی آمد کی خبر تمام مذاہب نے دی تھی۔ قادیان کی سرزمین میں پیدا ہوئے (یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپؑ نے اعلان فرمایا کہ میں ہی وہ مسیح موعود اور مہدی موعود ہوں جس کی آمد کی خبر اصدق الصادقین نے دی تھی مگر قدیم سنت کے مطابق ظاہر پرست مولوی آپؑ کے دشمن بن گئے کیونکہ ان علماء سوء نے جو اسلام اپنے ذہنوں میں جمایا ہوا تھا۔ اسکے مقابل سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے وہ اسلام پیش کیا جو قرآن نے بیان کیا تھا اور جو آنحضرت ﷺ نے اپنے عملی نمونہ سے بیان کیا مگر ان نام نہاد مولویوں کو بھلا قرآن کریم کا پیش کردہ اسلام کہاں پسند تھا۔ ان مولویوں کو تو وہ اسلام پسند ہے۔ جسمیں بے کسوں پر ظلم کیا جاتا ہو غریبوں بچوں اور عورتوں کا خون بہایا جا رہا ہو۔ اور جب تک ان علماء کو مظلوموں کی چیخ و پکار نہ سنائی دے بھلا ان دین کے ٹھیکیداروں کو کھانا کیا ہضم ہوگا۔ اور جب تک غریبوں اور بیکسوں کا خون بہتا ہوا ان کی آنکھیں نہ دیکھیں بھلا انہیں نیند کہاں آئے چنانچہ ان علماء نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اس میں ایک بات یہ بیان کی کہ یہ شخص جہاد کا منکر ہے اور تلوار کے جہاد کو روکتا ہے جبکہ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ امام مہدی کے زمانہ میں تلوار کا جہاد نہیں کیا جائے گا۔ اسی فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ و قتال

مگر ان نام و نہاد مولویوں کو یہ فرمان کہاں قابل قبول تھا جس میں خون کی ہولی کھیلنا بند ہو جائے اور جس میں اسلام میں غریب چین کی نیند سو سکے چنانچہ ان مولویوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا کہ یہ شخص اسلام کا منکر ہے۔ اور زمانہ کے مامور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کی دشمنی میں نوجوانوں کو یہ جوش دلایا کہ اسلام کے خلاف جہاد کرنے والے بہشت کے وارث ہوں گے۔ اور ان مولویوں کے نزدیک اسلام یہ ہے کہ دیوبندی بریلوی کی نظر میں کافر اور بریلوی دیوبندی کی نظر میں کافر و مرتد شیعہ سنی کی نظر میں واجب القتل اور سنی شیعہ کی نظر میں واجب القتل جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج مسلمان ممالک میں ہی قتل و غارت کا بازار گرم ہے کبھی شیعہ نوجوان کی گولیاں سنیوں کا خون بہاتی ہیں اور کبھی سنی نوجوانوں کی بندوقوں کی نکلی ہوئی گولیاں شیعوں کے سینے چھلنی کرتی ہوئی گزر جاتی ہیں کبھی یہ گولیوں کی آواز مسجدوں میں اور کبھی قبرستانوں میں گونجتی ہیں ان نوجوانوں کو بھلا یہ راستہ کس نے دکھایا کافر اور مرتد کے فتوے کس نے شائع کئے کس نے فرزندان اسلام اور انسانیت کے خون پینے کی عادت ڈالی کس نے فرزندان اسلام کے ہاتھوں (میں) قلم اور کتاب کی جگہ تلوار اور بندوق تھمادی۔ کیا کبھی اے احمدیت کے مخالفو اے اس روحانی سلسلہ کے دشمنو) اس کے بارہ میں سوچا ان تمام باتوں کے پیچھے ان تمام فتنوں اور فسادوں کے پیچھے اُن علماء کا ہاتھ ہے۔ جن کے بارہ میں رسول مقبول ﷺ نے ان الفاظ میں خبر دی تھی۔

تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علمائھم فاذا ھم قردۃ و خنازیر (کنز العمال صفحہ ۱۹۰)

یعنی میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں لڑائی جھگڑے ہوں گے۔ تو لوگ رہنمائی کیلئے اپنے علماء کے پاس جائیں گے۔ تو وہ انہیں سوروں اور بندروں کی طرح پائیں گے۔ پس یہ وہ نقشہ ہے جو رسول کریمؐ نے ان علماء کا جو آج کل فرزندان اسلام کو اُس جہاد کی تعلیم دیتے ہیں جس کا اسلام میں کوئی بھی تصور نہیں ہے۔ اور اس غیر اسلامی جہاد کی تعلیم نے تمام دُنیا میں اسلام کو اسقدر بدنام کیا ہے کہ آج تمام مسلمان ایک جلاد اور خونی قوم تصور کی جانے لگے ہیں۔ مگر کسی کو ہوش نہیں آتی۔ پس اے اسلام سے ہمدردی رکھنے والے مسلمانو اگر آج آپ نے بنی نوع انسان کو ان علماء کے چنگل سے نہ بچایا جن کے فتوے کچھ اسطرح ہیں تو یقیناً ایک وقت ایسا آئے گا جب تم خود مولویوں کے پھیلائے ہوئے اس دردناک عذاب میں پھنس جاؤ گے۔ اور وہ فتوے جن سے ملک میں فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے نمونہ کے طور پر یہ ہیں۔ بریلویوں کا دیوبندیوں کے خلاف فتویٰ کفر ہے۔

''وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء انبیاء حتیٰ کہ حضرت سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں۔ اور ان کا ارتداد و کفر سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد اور کافر ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں اور نہ ہی مسجدوں میں گھسنے دیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں اور نہ اُن کی شادی غمی میں شریک ہوں نہ اپنے ہاں انہیں آنے دیں اور یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں مریں تو گاڑنے تو پنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں۔''
(المعلن محمد ابراہیم بھاگلپوری مطبوعہ برقی پریس اشتیاق منزل ہیوٹ روڈ لکھنؤ صفحہ ۶۳)

اسی طرح دیوبندیوں کا بریلویوں کے خلاف فتویٰ کفر۔

''یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف سے لوٹ کر قبر میں اُن کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ اُن کے موجب خروج ایمان و ازالہ تصدیق و ایقان ہوں گی۔۔۔
(رجوم المذنبین علی رؤس الشیاطین المشہور بہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب صفحہ ۱۱۱)

یہ وہ فتاوے ہیں جنہوں نے آج پاکستان افغانستان اور دُنیا کے دوسرے ممالک کے نوجوانوں کو گمراہی اور ضلالت کا راستہ دکھایا۔

اس وقت دُنیا میں ہر فساد کی جڑ ہر ظلم کے بانی ہر مصیبت کے موجد یہ سوائے زمانہ ملاں ہیں پس اگر دُنیا میں امن قائم کرنا ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ حکومتیں ایسے اڈوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تباہ و برباد کر دیں جن اڈوں میں انسانیت کے خلاف تعلیم دی جا رہی ہے اُس لٹریچر کو تیل ڈال کر آگ لگا دیں جس میں معصوموں کے خون بہانے کو جائز ٹھہرایا گیا ہو۔ جس میں غریبوں کے مال کو کھانا جائز قرار دیا گیا ہو۔ جس میں ہر قسم کے ظلم کو روا رکھا گیا ہو۔ تا کہ دُنیا سکھ کی نیند سو سکے۔

پس خدا تعالیٰ کی ہزار لعنت ہے اُس جہاد پر جو خدا اور اُس کے رسول مقبولؐ کے حکم کے صریحاً خلاف ہے لعنت ہے اُس جہاد پر جو انسانیت کا دُشمن ہے۔ لعنت ہے اُس جہاد پر جس میں معصوموں کے خون کو حلال قرار دیا گیا۔ جس میں بچوں کو گمراہ کیا جائے جس میں غریبوں کو لوٹا جائے عورتوں کی بے حرمتی کی جائے مظلوموں کو ستایا جائے انسانیت کا سکھ چین چھین لیا جائے۔

لہٰذا انصاف پسند انسانوں سے یہ اپیل ہے کہ اس مذکورہ بالا جہاد کو چھوڑ دیں اور اس کے خلاف آواز بلند کریں۔ اور زمانہ کے مامور حکم اور عدل یعنی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کی پاکیزہ تعلیم پر عمل کریں۔ اور اس جہاد کی طرف واپس لوٹیں تا دُنیا اسلام کے نور سے پُر ہو جائے وہ جہاد یہ ہے۔

سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۂ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ اور دین متین اسلام کی خوبیاں دُنیا میں پھیلا دیں۔ یہی جہاد ہے جب تک خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دُنیا میں ظاہر کرے''۔
(اخبار البدر قادیان ۱۴ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳۹ کالم ۳)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

''قرآن کریم میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کیلئے تلوار مت اُٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتداء میں اسلام میں تلوار کا حکم تھا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کیلئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے اور یا امن قائم کرنے کیلئے کھینچی گئی تھی مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔ (ستارہ قیصریہ صفحہ ۱۶)

پھر فرمایا ''میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی دین اسلام میں جبر نہیں تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا اور جبر کے کونسے سامان تھے۔ (پیغام صلح ۵۱)

پس خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ذات خود ان مسلمانوں کی رہنمائی فرمائے اور انہیں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پیغام سننے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپؑ کے اس پیغام پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

☆☆☆

بھارت کی مختلف جماعتوں میں

جلسہ ہائے یوم خلافت

کانپور (یوپی):- آج مورخہ ۲۷-۵-۰۱ بروز اتوار ساڑھے نو بجے صبح بمقام شفیع حال چمن گنج خاکسار کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا تلاوت مکرم حاجی ظفر عالم صاحب نے کی مکرم عبدالستار صاحب صدیقی اور مکرم محمد سعید صاحب صدیقی نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں تقریر مکرم خلیل احمد صاحب نے زیر عنوان ''مقام خلافت اور اس کی اہمیت'' پر کی بعدہٗ چند تقریریں خلافت کے عنوان پر عزیزم لئیق احمد، ثمر احمد خان، دانش احمد خان وقف نو کے بچوں نے کی۔ مکرم عبدالستار صاحب صدیقی و مکرم محمد رئیس صاحب صدیقی نے خلافت کی اہمیت و خلافت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مبلغ سلسلہ احمدیہ مکرم شرافت احمد خاں صاحب نے خطاب فرمایا۔ آخر میں صدارتی خطاب دُعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (صدر جماعت احمدیہ کانپور)

پالاکرتی (آندھرا):- مورخہ ۲۷ مئی ۲۰۰۱ء کو بعد نماز مغرب و عشاء احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم عباس علی طاہر صاحب صدر جماعت احمدیہ پالاکرتی جلسہ یوم خلافت کا انعقاد عمل میں آیا۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم محمد معین الدین صاحب نے کی۔ مکرم محمد شریف صاحب B.Sc نے نظم پڑھی۔ پہلی تقریر مکرم مولوی محمد ایوب خان صاحب معلم وقفِ جدید بیرون نے ''برکاتِ خلافت'' کے عنوان پر کی۔ دوسری تقریر ''خلافتِ رابعہ کی برکات و فضائل'' پر خاکسار نے کی۔

اس اجلاس میں مرد و زن کل ملا کر ۷۰ سے زائد احباب و مستورات حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام نو مبائعین کو ثبات قدم عطا کرے اور خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (حافظ سید رسول نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھرا)

بنگلور:- جماعت احمدیہ بنگلور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۷-۵-۰۱ بروز اتوار بعد نماز عصر مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ صوبہ کرناٹک کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ مکرم مولوی محمد ولی اللہ صاحب قاسمی کی تلاوت اور مکرم برکات احمد سلیم صاحب کی نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب زعیم انصار اللہ بنگلور نے کی دوسری تقریر مکرم قریشی محمد عظمت اللہ صاحب سکرٹری تبلیغ نے کی۔ اس کے بعد ۶ اطفال نے خلفاء راشدین اور خلفاء احمدیت کی سیرت پر نہایت ہی شاندار انداز میں تقاریر کیں۔ جن میں عزیز سید لبید احمد، عزیز وجیہ اللہ، عزیز وجاہت احمد، شارق احمد سہگل، عزیز قریشی حمید الرحمٰن، عزیز سید بشیر الدین احمد شامل ہیں۔ سامعین نے بچوں کی تقاریر کو بہت پسند کیا۔ ان تقاریر کے بعد مکرم مولوی محمد ولی اللہ صاحب قاسمی نے خلافت احمدیہ کی برکات اور دیگر فرقوں کی بدحالی پر بڑے جوشیلے انداز میں روشنی ڈالی۔ اس کے بعد خاکسار کی تقریر ہوئی۔ بعدہٗ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب اور مکرم صدر اجلاس نے مختصر تقاریر کیں۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور)

کالیکٹ (کیرلہ):- جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام مورخہ ۳ جون ۲۰۰۱ء بروز اتوار یوم خلافت کے سلسلہ میں زیر صدارت محترم اے پی کنجا مو صاحب امیر جماعت احمدیہ کالیکٹ جلسہ ہوا۔ محترم امیر صاحب نے خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم عیسیٰ کویا صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت مجلس انصار اللہ نے خلافت کی اہمیت کی وضاحت فرمائی۔ نیز خلافت کی عظیم نعمت سے محرومی کا جو خمیازہ آج عالمگیر مسلمان بھگت رہے ہیں اس کا نقشہ کھینچا۔ آخر میں خاکسار نے خلافت کی عظیم برکات اور خاص کر دور خلافت رابعہ میں پیدا شدہ عظیم الشان عالمگیر انقلاب پر تقریر کی۔ اس کے بعد اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس موقعہ پر چار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کالیکٹ)

دہلی مورخہ ۲۷/ مئی بروز اتوار محترم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید قادیان کی زیر صدارت جلسہ منعقد کیا گیا۔ کل پانچ تقاریر ہوئیں جملہ مقررین مکرم شاکر رشید صاحب، مکرم نعمت اللہ خان صاحب، مکرم انور حسین صاحب، مکرم داؤد احمد صاحب سیکرٹری مال اور خاکسار نے خلافت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آخر پر صدر جلسہ کے خطاب اور اجتماعی دُعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (سید کلیم الدین مبلغ دہلی)

لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام

ساگر (کرناٹک):- ناصرات الاحمدیہ ساگر کے تحت جلسہ یوم خلافت محترمہ مریم بی صاحبہ کے مکان میں منعقد کیا گیا۔ تلاوت محترمہ امۃ البصیر صاحبہ نے کی۔ عہد محترمہ قدسیہ صاحبہ نے دہرایا۔ محترمہ مہتاب بیگم صاحبہ اور محترمہ نسیمہ بانو صاحبہ نے تقریر کی جبکہ دوران جلسہ بشریٰ بیگم صاحبہ، راحیلہ کوثر صاحبہ، رومان ترنم، عرشیہ، اسیمہ بانو، عطیہ ترنم، زیبہ فرحہ نے منظوم کلام پڑھے۔ (افضل النساء صدر لجنہ)

محبوب نگر (آندھرا):- مورخہ ۳۰ مئی بروز منگل جمیل النساء صاحبہ کے مکان میں زیر صدارت محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر چنتہ کنٹہ اور خاکسار جلسہ ہوا۔ چنتہ کنٹہ سے قافلہ کی شکل میں چھ ممبرات نے شرکت کی۔ جمیل النساء صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی اور عہد دہرایا۔ اور بعد عہد کے نظم نور جہاں بیگم صاحبہ نے پڑھی۔ اس اجلاس میں نو تقاریر ذیل کی مستورات نے کیں: محترمہ امۃ الودود صاحبہ، محترمہ صابرہ بیگم صاحبہ، محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ، محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ، محترمہ ریشمہ سلطانہ صاحبہ، محترمہ ثمینہ فردوس صاحبہ، محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ، محترمہ سہیلہ مجیب صاحبہ، محترمہ بدر النساء صاحبہ۔

اس کے علاوہ دو بہنوں نے نظمیں سنائیں۔ محترمہ صدر صاحبہ نے اور جمیل النساء صاحبہ نے تمام بہنوں کی تواضع کی اور شکریہ ادا کیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج پیدا کرے۔ آمین (صابرہ بیگم صدر لجنہ محبوب نگر)

چنتہ کنٹہ (آندھرا):- مورخہ ۲۹ مئی بروز پیر زیر صدارت محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ چنتہ کنٹہ جلسہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم آصفہ بیگم نے کی۔ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ نے نظم پڑھی۔ اس اجلاس میں مندرجہ ذیل مستورات نے تقاریر کیں۔ محترمہ بدر النساء بیگم صاحبہ، مبارکہ نسرین صاحبہ، طیب جہاں بیگم صاحبہ، وسیمہ بیگم صاحبہ، راشدہ بیگم صاحبہ، نعیم النساء صاحبہ اور نکہت بیگم صاحبہ، صادقہ بیگم صاحبہ اور بچیوں نے نظمیں سنائیں۔ اجلاس ۳ گھنٹے جاری رہا۔ لجنہ اور ناصرات کی تعداد ۶۰ تھی۔ صدارتی خطاب میں صدر صاحبہ نے تمام بہنوں کا شکریہ ادا کیا۔ دُعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ (یاسمین فاطمہ جنرل سیکرٹری چنتہ کنٹہ)

مجلس انصار اللہ کرناٹک کے ایک روزہ صوبائی اجتماع کا شاندار انعقاد

الحمد للہ کہ شموگہ میں مجلس انصار اللہ کرناٹک کا صوبائی اجتماع ۱۵ اپریل ۲۰۰۱ء کو منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ شموگہ کی مقامی مجلس کے علاوہ دیودرگ، شاہ پور، یادگیر، بنگلور، گلبرگہ، بیدری سورب، مرکرہ سے 60 اراکین شامل ہوئے جن میں سے بعض نو مبائعین بھی تھے اجتماع کی کارروائی نماز تہجد سے شروع ہوئی۔

پہلا اجلاس محترم جعفر صادق صاحب صدر جماعت احمدیہ شموگہ کی صدارت میں ہوا۔ پرچم کشائی کے بعد اجتماعی دُعا ہوئی مکرم محمود احمد صاحب زعیم انصار اللہ شموگہ کی تلاوت اور مکرم میر سراج الحق صاحب کی نظم کے بعد مکرم و محترم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک کا پیغام انصار اللہ کے نام محترم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ بنگلور نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد خاکسار کی افتتاحی تقریر ہوئی جس میں خاکسار نے مجلس انصار اللہ کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس خطاب کے بعد عزیزم معراج الحق اور ان کے گروپ نے ترانہ اطفال سنایا۔ بعدہ صدارتی خطاب میں جعفر صادق صاحب صدر جماعت شموگہ نے تنظیم انصار اللہ کے قیام کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے انصار اللہ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اس کے بعد تلاوت کلام پاک نظم خوانی۔ تقاریر کوئز۔ معائنہ مشاہدہ غبارہ پھوڑنا۔ میوزیکل چیئر کے مقابلہ جات ہوئے ہر ایک مجلس کے اراکین نے بڑے ہی جوش و خروش سے مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

اجتماع کا دوسرا اجلاس ٹھیک 5.30 بجے شام شروع ہوا۔ یہ اجلاس خالصتاً تربیتی پہلو پر مشتمل تھا۔ اس اجلاس کی صدارت خاکسار صبغۃ اللہ ناظم صوبہ کرناٹک نے کی۔

تلاوت ڈاکٹر احمد عبدالحلیم کی اور مکرم ایس ناصر احمد صاحب کی نظم کے بعد پہلی تقریر محترم قریشی عبدالحکیم صاحب زعیم انصار اللہ بنگلور نے کی۔ دوسری تقریر محترم مولوی شکر اللہ صاحب نے کی تیسری تقریر مکرم برکات احمد صاحب سلیم کی ہوئی اس کے بعد آخری تقریر مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ کی ہوئی۔ خاکسار نے اختتامی خطاب کے ساتھ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا بالخصوص مکرم صدر صاحب شموگہ کا کہ انہوں نے اور وہاں کی ذیلی تنظیموں نے اجتماع کی کامیابی کیلئے بھرپور تعاون دیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ محترم میر سراج الحق صاحب نائب زعیم اور مکرم برکات احمد صاحب سلیم خاص طور پر شکریہ اور دُعاؤں کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مسلسل خطوط اور ٹیلیفون کے ذریعہ رابطہ رکھتے ہوئے اجتماع کے تمام کام سرانجام دئے خدا تعالیٰ انہیں بہترین جزا دے۔ آمین۔

اجلاس کے اختتام اور دُعا سے پہلے مقابلہ جات میں اول دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ اجلاس کے ختم ہونے پر تمام حاضرین نے کھانا تناول فرمایا۔

(محمد صبغۃ اللہ احمدی۔ ناظم صوبہ کرناٹک)

درخواست دُعا

ہبلی (کرناٹک) کی صدر لجنہ مکرمہ فوزیہ مبشر صاحبہ کی بڑی لڑکی غذا کی نالی کمزور ہونے کی وجہ سے سخت بیمار ہے۔ علاج جاری ہے موصوفہ کی مکمل صحت و سلامتی اور شفاء کاملہ عاجلہ کیلئے دُعا کی درخواست دُعا ہے۔ (جنرل سیکرٹری شمیم سلطانہ میرجی)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (0091) 01872-20757
01872-21702
FAX:(0091) 01872-20105

Vol - 50 Thursday, 5th July 2001 Issue No 27

منقولات

کروڑوں مسلمانوں کو قادیانی بنارہے ہیں مرزا طاہر کے پرچارک

یہ بات بہت ہی افسوس کے ساتھ لکھنی پڑ رہی ہے کہ ہمارے بڑے بڑے علماء عظام کی کوششوں کے باوجود قادیانی مذہب بھارت میں روز بروز پھیلتا جارہا ہے۔ ہمارے علماء کرام کی کوشش صرف جلسوں اور مسجدوں تک ہی محدود رہتی ہے جب کہ قادیانی پرچارک گاؤں گاؤں جاکر بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں سے یہ تحریک یوپی کے آگرہ ضلع میں پھیل رہی تھی پھر یوپی، راجستھان اور ایم پی کو بھی اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آج یہ حالت ہے کہ کرناٹک اور آندھرا پردیش میں گاؤں کے گاؤں قادیانی مذہب میں شامل ہو رہے ہیں۔ پنجاب میں تو خیر سے قادیانیوں کا مرکز ہی واقع ہے۔

ایک سروے رپورٹ کے مطابق اب تک پورے بھارت میں پانچ کروڑ سادہ لوح مسلمان قادیانی جال میں پھنس چکے ہیں ہم اپنے ائمہ کرام مساجد و علماء کرام سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ آخر آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ قادیانیوں کو کیوں کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ اس وقت امت کو بچانے کا وقت ہے۔ قادیانیوں نے اپنے زہر کو پھیلانے کیلئے مختلف زبانوں میں اپنا زہر آلود لٹریچر ہر صوبہ میں پھیلا رکھا ہے اور اپنے پرچارکوں کا جال بچھا رکھا ہے۔ مرزا طاہر اربوں ڈالر لندن سے بھارت بھجوا رہا ہے اور غریب مسلمانوں کو طرح طرح کے لالچ دے کر ان کے ایمانوں کا سودا کروا رہا ہے۔ اس کی تازہ مثال گجرات کا زلزلہ ہے جہاں قادیانیوں نے لاکھوں روپے کی امداد بانٹی اور اس کے بعد ان بھولے بھالے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کا پلان بنایا لیکن صد آفرین سورت اور ممبئی کے علماء کرام پر جنہوں نے مستعدی اور فراست سے کام لیا اور بروقت موقعہ پر پہنچے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے خبردار کیا اور اس طرح قادیانیوں کو وہاں سے اپنا بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کر دیا۔ گجرات کی طرح اب پورے بھارت میں قادیانیوں کا پیچھا کرنا ضروری ہے ورنہ ایک دن یہ فتنہ ناسور بن جائے گا اور ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ ہم ہر اپنے بزرگان ملت و علماء عظام سے نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے میدان میں آئیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم جان اور مال سب کچھ دین مصطفی ﷺ کی حفاظت کیلئے قربان کرنے کو تیار ہیں اور ہم علماء کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ جلسے اور جلوس کے ذریعہ حکومت ہند کو مجبور کر دیں کہ وہ پاکستان کی طرح بھارت میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے اور اگر حکومت نے یہ کام اپنے ہاتھ میں نہ لیا تو پھر ہماری غیرت ہمیں سڑکوں پر نکلنے کیلئے مجبور کر دے گی۔ (ہفت روزہ نئی دنیا ۲۲ تا ۲۸ جون ۲۰۰۱)

اُمت مسلمہ سے قادیانیوں کے خلاف صف آرا ہونے کی اپیل

مرزا طاہر کے چیلے پانی کی طرح بھارت میں پیسہ لٹا رہے ہیں اور اب تک یوپی راجستھان، بہار، بنگال، کرناٹک، آندھرا پردیش کے علاقوں میں پانچ کروڑ سے زائد مسلمانوں کو قادیانی بنا چکے ہیں۔ مسلمان بھائیو! اُٹھو اور قوم مسلم کے ایمان کو بچاؤ۔ جگہ جگہ جلسے اور مناظرے کرو۔ کسی جگہ قادیانیوں کے پیر جمنے نہ دو۔ یہ جہاد کا وقت ہے۔ فریبی دجال پوری قوت سے بھارت میں اپنا منحوس سایہ کر رہا ہے۔ اس کے وجود کو کچل دو اور اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کو بچاؤ۔ (مولنا ریاض احمد مظاہری کل ہند مجلس ختم نبوت دیوبند) (روزنامہ عوام نئی دہلی ۰۱-۶-۱۳)

فتنہ قادیانیت کے خلاف مسلمانوں سے اپیل

نئی دہلی، ۱۲ جون:- پریس ریلیز) مجلس ائمہ مساجد دہلی کے سکرٹری جناب ڈاکٹر کلیم احمد صاحب نے پریس کے نام جاری ایک بیان میں قادیانیوں کی طرف سے پھیلائے جارہے زہریلے لٹریچر اور بھولے بھالے مسلمانوں کو پیسے کا لالچ دے کر قادیانی بنائے جانے کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ ڈاکٹر کلیم نے دعویٰ کیا کہ اس وقت ہندوستان میں کروڑوں کی تعداد میں لوگ فتنہ قادیانیت کے دام فریب میں پھنس چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یوپی، بنگال، کرناٹک اور جنوبی ہندوستان میں یہ تحریک بڑی تیزی سے پھیلتی جارہی ہے جو کہ امت مسلمہ کیلئے لمحہ فکریہ ہے انہوں نے علماء کرام دیوبند اور دہلی سے درخواست کی کہ قادیانیوں کے خلاف ایک متحدہ جہاد چلایا جائے تاکہ ان کی مکارانہ چالوں سے ہندوستانی مسلمانوں کو محفوظ رکھا جاسکے۔ ۴۴

کہیں آپ ملاوٹی گوشت کا ذائقہ تو نہیں لے رہے ہیں؟

آگرہ ۸ جون (آر کے وج) لوگ انجانے میں نئی بیماری کوپس نامی ایک بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔ سور سے پھیلنے والی اس بیماری سے یادداشت آنکھوں کی بینائی اور جنسی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔

جنسی صلاحیت کو ختم کر دینے والی میڈ پگ بیماری نیتا کیڑے نامی کے جراثیم سے ہی پھیلتی ہے اور سب سے زیادہ سور ہی ایسے جراثیم پھیلاتا ہے سور اس مرض کو پھیلانے کے سبب اس کا نام ہی میڈ پگ رکھا گیا ہے اس کے علاوہ یہ بیماری پالتو کتے سے بھی پھیلتی ہے ڈاکٹروں نے اس مرض کا مقابلہ انتہائی خطرناک اور ساری یوروپین قوم میں موت کا قہر برپا کرنے والے میڈ کاؤ مرض سے کیا ہے اور یہ مرض مویشی پالنے والے کو محض چھونے سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایسا ڈاکٹروں کا ہی کہنا ہے۔ اس مرض کا شکار صرف سؤر کا گوشت کھانے والے ہی نہیں ہو رہے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی ہو رہے ہیں جو کہ مذہبی مناہی کے سبب سؤر کا گوشت کھاتے تو کیا وہ چھوتے بھی نہیں ہیں۔

ہوٹلوں اور ڈھابوں میں سلامی، قیمہ، میٹ تندوری، سیخ کباب، مٹن کباب، چکن کباب، مٹن چکن برگر، شاہی کباب جیسے بغیر ہڈی کے ہی گوشت سے کئی لذیذ اور قیمتی پکوان ملتے ہیں ان پکوانوں کو لذیذ اور ذائقہ دار بنانے کیلئے ان میں طرح طرح کے مصالحوں کے ساتھ یا تو پورک میٹ (سور کا گوشت) یا اس کا سوپ ملا دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ کڑھی میں میٹ کا سوپ ملا دیا جاتا ہے۔ اپنے ساماجک اثر و رسوخ میں اضافہ کرنے کیلئے ہوٹل سنسکرتی میں موج مستی کرنے والے لوگ بیوپار کے سلسلہ میں اکثر دورہ پر رہنے والے دیشی۔ بدیشی ٹورسٹ اور باہر چھٹیاں گزارنے والے ان ہوٹلوں ڈھابوں کے بہت پرانے گاہک ہیں اس کے علاوہ گاہے بگاہے اور شوقیہ طور پر ہوٹلوں میں کھانے والوں کی ایک بڑی تعداد ہے ان میں ہر مذہب کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ جو کہ اپنی جیب ہلکی کرتے ہیں گوشت کے پکوانوں میں ملاوٹ کرنے والے لوگوں کا دھیان اس سے پھیلنے والے امراض پر نہیں ہوتا ہے سور ٹیپ ورم سے جراثیم پھیلتے ہیں اور وبا پیدا ہو سکتی ہے یہ بات ملاوٹ کرنے والے لوگوں کیلئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی ان کا دھیان صرف اس سے منافع کمانے پر ہی رہتا ہے۔

اس سے خاص قوم کا مذہبی تقدس برباد ہو سکتا ہے اپنے گھر میں ہڈیوں سے مبرا گوشت میٹ کے پکوان کھانے والوں کو بھی چوکس رہنا چاہئے گوشت کی دکان سے خریدے گئے مکسڈ گوشت میں سؤر کا گوشت بھی ملا ہوا ہو سکتا ہے اور ان کا دھرم بھی بھرشٹ ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی وہ میڈ پگ مرض کے شکار بھی ہو سکتے ہیں اگرچہ چھ ستارا ہوٹلوں میں گوشت سمیت دیگر اشیاء کی جانچ کا ذاتی انتظام بھی ہے لیکن کھانے کو لذیذ ذائقہ دار بنانے کیلئے ملاوٹی گوشت پر پابندی نہیں ہے۔ فوڈ تحفظ ایکٹ کے تحت سارے دیش میں بغیر جانچ کے گوشت سمیت کوئی بھی خوردنی چیز کو فروخت کرنے کی ممانعت نہیں ہے لیکن اس کی تعمیل کوئی نہیں کر رہا گوشت کے معاملوں میں زیادہ لاپرواہی برتی جاتی ہے گوشت کا آگرہ میں بھاری بیوپار ہوتا ہے اسکیلئے محکمہ صحت کی طرف سے جاری کئے گئے لائسنسوں کے مطابق بھی تمام شرائط پوری نہیں کی جاتی ہیں۔

پاکستان میں مسلکی تشدد میں ۱۴۰ فیصد اضافہ ہوا

(یو این آئی) روزنامہ نیشن نے پاکستانی وزارت داخلہ کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ گزشتہ ایک سال کے مقابلے میں اس سال کے ابتدائی پانچ ماہ کے اندر پاکستان میں مسلکی تشدد میں خطرناک طور پر ۱۴۰٪ اضافہ ہوا ہے۔ اس عرصے میں اس طرح کے واقعات میں مارے جانے والوں کی تعداد میں بھی ۱۹۰٪ اضافہ ہوا ہے اس سال کے ابتدائی پانچ مہینوں میں ۱۰۸ افراد مارے گئے ہیں جب کہ ۲۰۰۰ میں بارہ مہینوں میں ۳۷ جانیں ضائع ہوئی تھیں۔ روزنامہ نیشن نے وزارت داخلہ کے حوالے سے اپنی گیارہ جون کی اشاعت میں خبر دی ہے کہ سال ۲۰۰۰ میں مسلکی تشدد کے ۲۴ واقعات ہوئے تھے اور اس سال ۳۱ مئی تک یہ تعداد ۵۸ تک پہنچ چکی تھی۔ (ہند سماچار جالندھر)

۴۴ ڈاکٹر کلیم نے ایک سوال کے جواب میں کہا جس طرح قادیانیوں پر پاکستان کی قومی اسمبلی کے ۱۹۷۴ء میں ان کو غیر مسلم قرار دے کر پابندی لگائی تھی اسی طرح علماء کرام کو ہندوستانی حکومت کو مجبور کر دینا چاہئے۔ ہندوستانی مسلمان اب زیادہ دیر خاموش تماشائی نہیں بنے رہ سکتے۔ (روزنامہ عوام نئی دہلی ۰۱-۶-۱۳)